

مسلسل اشاعت کا ۵۲ سہ ماہی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

مِلّٰتِ

کھاتمنہ

لولاک

شمارہ ۱۰ | ۱۸ | شمارہ نمبر ۱۳۳۵ | اگست ۲۰۱۴
Email: khatmenubuwwat@gmail.com



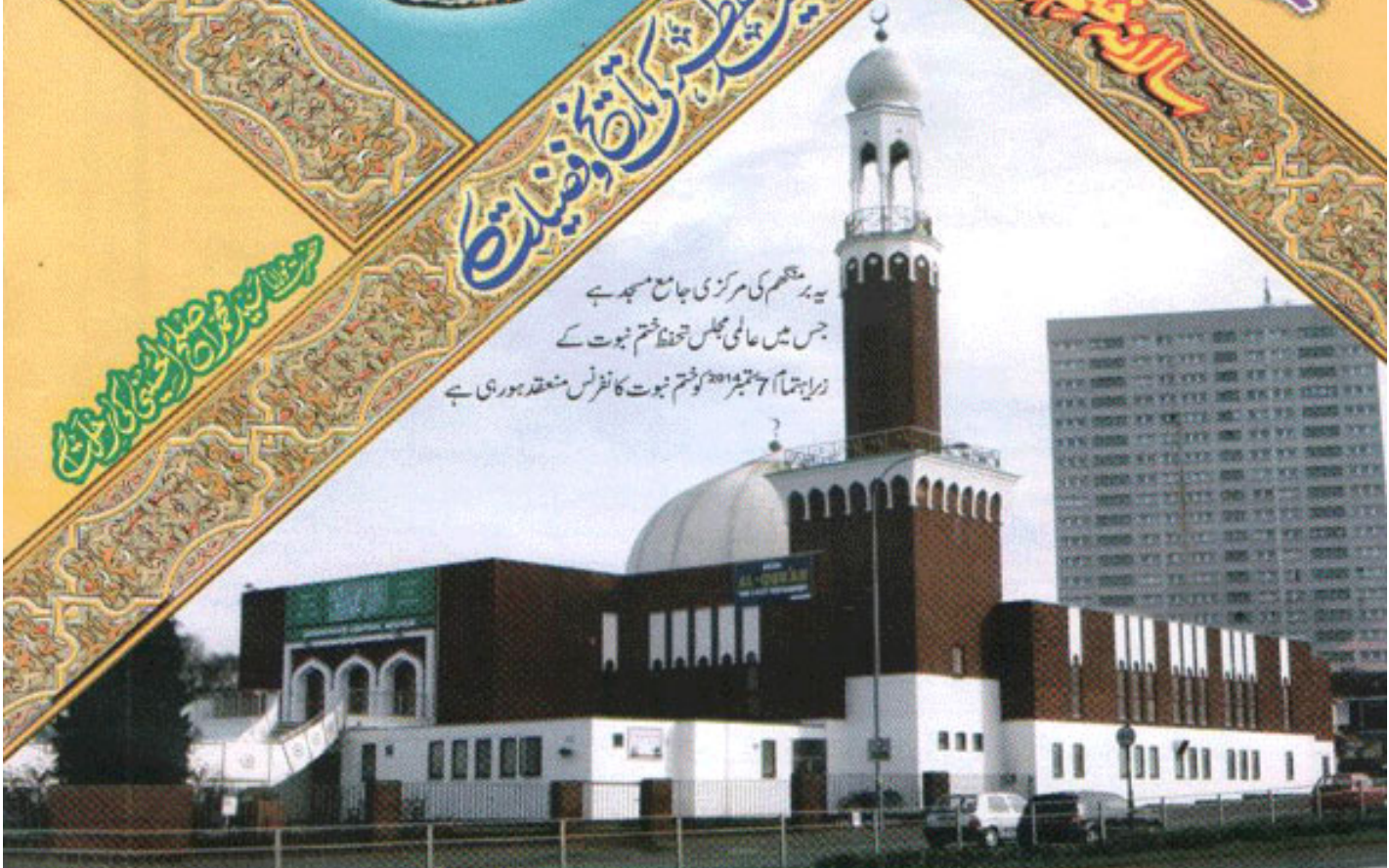
سالانہ تقریریں کوئٹہ میں جناب مولانا شمس الدین عظیمی

ختمِ نبوت کی حقیقت

پیش قدمی کا تقاضا

تقریریں کوئٹہ میں جناب مولانا شمس الدین عظیمی

یہ مرکز کی مرکزی جامع مسجد ہے جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۷ ستمبر ۲۰۱۴ کو ختم نبوت کانفرنس منعقد ہو رہی ہے



جناب مبارک احمد کا قبول اسلام

مولانا سید شیر علی شاہ کا ایلک قادیانی سے مناظرہ

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ملتان

ماہنامہ

الاولیٰ

شمارہ: ۱۰ ○ جلد: ۱۸

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمد علی رحمہ اللہ

زیر نگرانی: شیخ الحدیث عبدالحق المجدد صاحب

زیر نگرانی: حضرت مولانا ناصر عبدالحق اقبال سکندری

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اذہر سائیا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلانی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ قتبشہ محموی

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری
مجلد ہفت مولانا محمد علی جالندھری
حضرت مولانا سید محمد یوسف بخاری
حضرت مولانا عبد الرحمن میانوی
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی
حضرت مولانا عبد الوحید ماسعود
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی
مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب
فتح قادریان حضرت مولانا محمد حیات
حضرت مولانا محمد شریف جالندھری
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن
پیشوا حضرت مولانا شاہ نعیم الدین
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان
حضرت مولانا سید احمد صاحب جالندھری

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی

مولانا بشیر احمد

مولانا محمد اکرم طوفانی

مولانا فقیہ اللہ اختر

مولانا عبد الرشید غازی

مولانا غلام حسین

مولانا محمد اسحاق ساقی

مولانا غلام مصطفیٰ

جوہدری محمد اقبال

مولانا عبد الرزاق

مولانا قاضی احسان احمد

مولانا محمد طیب فاروقی

مولانا محمد علی صدیقی

مولانا محمد حسین ناصر

مولانا مفتی محمد جمیل خان

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مضوری باغ روڈ ۰ ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل نو پریشرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت مضوری باغ روڈ ملتان

بسم الله الرحمن الرحيم!

کلمۃ الیوم

- 3 سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر کی روئیداد مولانا اللہ وسایا

مقالات و مضامین

- 7 حضرت صفیہؓ جناب ابو عمر فاروق
10 راستہ جنت جناب محمد جمیل مظہر
12 عید الفطر کی تاریخ و فضیلت جناب حافظ وحید الدین خیر آبادی
15 وقت کیا ہے؟ مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ
17 پردہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے؟ ایک خاتون
22 بے پردہ عورت کی سزا مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
23 ایک ہفتہ..... حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے دیس میں (قسط نمبر 7) مولانا اللہ وسایا

شخصیات

- 30 امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
33 مشائخ تونسہ شریف کی تحریک ختم نبوت میں خدمات (آخری قسط) مولانا عبدالعزیز لاشاری
36 حضرت مولانا سید محمد صالح الحسینی کی رحلت جناب محمد زین العابدین

رجال قادیانیت

- 38 پس پردہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی
41 مولانا سید شیر علی شاہ کا ایک قادیانی سے مناظرہ جناب سعید الحق جدون
43 قادیانیوں سے بائیکاٹ کیوں؟ (آخری قسط) مولانا غلام رسول دین پوری

متفرقات

- 45 جناب مبارک احمد کا قبول اسلام جناب عبدالقیوم عاصم
47 سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر کے شرکاء مولانا محمد صفدر
53 جماعتی سرگرمیاں ادارہ

سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر کی روئیداد!

حسب سابق اس سال بھی وفاق المدارس کے سالانہ امتحان کے ختم ہوتے ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر شرکت کے لئے رفقاء آنا شروع ہو گئے۔ ۳۰ مئی جمعہ کو بھی آتے رہے۔ حسب روایت ۳۱ مئی بروز ہفتہ ۲۰۱۴ء کو صبح پونے آٹھ بجے کلاس کے آغاز کے لئے گھنٹی لگائی گئی۔ ایک سو پچیس شرکاء سے کلاس کا افتتاح ہوا۔ تلاوت کے بعد حاضری ہوئی اس کے بعد مولانا عزیز الرحمن ثانی نے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔ جامعہ اشرفیہ ماکوٹ کے مہتمم حضرت مولانا صاحبزادہ محمد احمد صاحب تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ کی دعا سے کلاس کا آغاز ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے سرپرست اور روح رواں پیر طریقت حضرت مولانا سید فاروق ناصر شاہ صاحب نے افتتاحی بیان فرمایا، مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے مدرس مولانا محمد شاہ صاحب نے پہلا سبق پڑھایا۔ حضرت مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا غلام مرتضیٰ ڈسکوی، مولانا محمد احمد مدرس مدرسہ عربیہ ختم نبوت نے اسباق پڑھانا شروع کئے۔ پہلا ہفتہ یعنی ہفتہ سے جمعرات تک ردیسیائیت اور حیات عیسیٰ علیہ السلام کے موضوعات پر اسباق ہوئے اور قادیانی شبہات کے جوابات حصہ دوم پڑھائی گئی۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا محمد اقبال مبلغ ڈیرہ غازی خان، مولانا محمد احمد اور مدرسہ کے درجہ ثانیہ کے دو طالب علم جناب سید امیر، جناب صدام حسین نے داخلہ کے قلم کو چلایا۔ الحمد للہ! کہ ابتدائی چند دنوں میں ۲۸۷ دو صد ستاسی اسکولز و کالجز کے طلباء، مدارس عربیہ کے اساتذہ و فضلاء اور مفتیان اور طلبانے کورس میں داخلہ لیا۔ جمعرات شام کو جامعہ خیر المدارس ملتان کے شعبہ تخصص، دعوت و ارشاد کے نگراں حضرت مولانا مفتی محمد انور اکاڑوی صاحب تشریف لائے اور آپ نے بائبل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں پر مشتمل اسباق پڑھائے۔

۳۱ مئی سے ۵ جون تک دوران ہفتہ جو پڑھایا گیا اس کا ۶ جون ہفتہ کے دن امتحان ہوا۔ ۶ جون کی شام بعد از ظہر سے دوسرے ہفتہ کی تعلیم شروع ہوئی۔ اس ہفتہ میں کتاب قادیانی شبہات کے جوابات حصہ اول کی جو ختم نبوت کے مباحث پر مشتمل ہے۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، حضرت مولانا غلام رسول دین پوری نے تعلیم دی۔ اس دوران میں مناظر اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن، حضرت مولانا مفتی خالد محمود (ناظم اعلیٰ اقرار و روضۃ الاطفال ٹرسٹ پاکستان) بھی تشریف لائے اور ایک ایک سبق پڑھایا۔ حضرت مفتی خالد محمود کے ہمراہ ہمارے مخدوم زادہ حضرت مولانا مفتی محمد بن مفتی محمد جمیل خان شہید نے بھی تشریف آوری سے ممنون و احسان فرمایا۔ حسب سابق اس دوسرے ہفتہ کی تعلیم کا امتحان ۱۳ جون جمعہ کے روز قبل از جمعہ ہوا اور اسی دن ہی عصر کے قریب جامعہ الرشید کراچی سے حضرت مولانا مفتی ابولبابہ اپنے رفقاء سمیت تشریف لائے۔ جمعہ عصر سے ہفتہ عصر تک انہوں

نے تمام کلاس کو مختلف حصوں میں گروپس بنا کر اپنے رفقاء سمیت قرآنی عربی کورس پڑھایا، تمام شرکاء نے بھرپور فائدہ حاصل کیا اور خوب رونق رہی۔ ۱۵ جون کو مولانا محمد رضوان عزیز نے خطباء کورس اور ۱۵، ۱۶ جون کو مولانا عبداللہ مقصم نے جغرافیہ کورس پر لیکچرز دیئے۔

۱۴ جون سے ۲۲ جون تک آخری ہفتہ کے اسباق حضرت مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا محمد قاسم رحمانی اور دیگر حضرات نے پڑھائے۔ اس ہفتہ میں قادیانی شبہات کے حصہ سوم جو کذب مرزا کے مباحث پر مشتمل ہے پڑھائی گئی اور ۲۲ جون کو کورس کا آخری امتحان ہوا۔ اس ہفتہ میں جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ لاہور کے استاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور، مولانا قاری عبدالواحد امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت منڈی بہاؤ الدین بھی اپنے رفقاء، حضرت مولانا مفتی محمد زاہد صاحب نائب مہتمم جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد، مولانا مفتی محمد ظفر اقبال، مولانا قاری محمد زاہد اقبال چیچہ وطنی، جناب خالد متین صاحب لاہور، جناب خالد مسعود صاحب ایڈووکیٹ تلہ گنگ، روزنامہ اسلام کے بچوں کے صفحہ کے ایڈیٹر الحاج محمد اشتیاق بھی تشریف لائے اور ان حضرات کے بیانات ہوئے۔ اس سال خصوصیت سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خیبر پختونخوا کے سربراہ حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلہ کی بھی تشریف لائے، آپ نے اتوار کے روز ظہر سے عصر تک سبق پڑھایا۔ اتوار کے روز ۲۲ جون بعد از عشاء آخری بیان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما اور مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن چاندھری مدظلہ کا ہوا اور یوں آپ کے آخری سبق پڑھانے پر ۳۱ مئی سے شروع ہو کر ۲۲ جون کی شام سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر کی تعلیم بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

۲۳ مئی کو صبح آٹھ بجے کورس کی آخری تقریب تھی جس میں شرکاء حضرات کو اسناد اور کتب اور انعامات دینے تھے۔ چنانچہ صبح آٹھ بجے اس تقریب کا آغاز ہوا۔ تلاوت کے بعد مولانا قاضی احسان احمد نے کورس کی غرض و غایت پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور مہمانان گرامی کی تشریف آوری پر خیر مقدمی کلمات کہے۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی نے کامیاب ہونے والے شرکاء حضرات کے نام پکارنے شروع کئے، چنانچہ رول نمبر نام اور ضلع کی صراحت کے ساتھ اعلانات ہوتے رہے اور شرکاء مہمانان گرامی کے ہاتھوں انعامی کتب حاصل کرتے رہے۔ حضرت مولانا غلام رسول دین پوری صاحب نام بنام سند دیتے۔ مولانا قاضی احسان احمد وہ سند حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کی خدمت میں پیش کرتے، حضرت امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالجید لدھیانوی صدر اجلاس و امیر مرکزیہ دامت برکاتہم اپنے مبارک ہاتھوں سے وہ سند صاحبزادہ مولانا ظلیل احمد سجادہ نشین خاٹھہ سراجیہ کو عنایت فرماتے اور آپ سے شرکاء وہ سند وصول کرتے۔ اس سال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے احتساب قادیانیت ج: ۳۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵ شرکاء حضرات کو دی گئیں، جناب پیر کفایت اللہ صاحب بودلہ کی طرف سے تحریر کردہ کتاب ”ختم نبوت قرآن مجید کی روشنی میں“ اور جناب شفیق انور کی لاہور سے شائع کردہ کتاب جو بصرہ طریقت اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق نائب امیر حضرت سید نفیس الحسینی کا مجموعہ کلام ہے جس کا نام ”برگ گل“ ہے یہ کتب دی گئیں۔ اس طرح آخری مرحلہ پر الحاج محمد جمیل صاحب گجرات والوں کی جانب سے ”فیصلہ کن مناظرے“ اور ”ایک ہفتہ حضرت شیخ البند“ کے دیس میں بھی شرکاء کو سیٹ کی شکل میں دی گئیں۔ گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی پاکستان کے معروف نشریات کتب کے ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان کے حضرت

حافظ محمد اسحاق صاحب ملتانی کی جانب سے چودہ کارٹن کتابوں کے شرکاء کورس میں انعامی کتب کے سیٹ کے ساتھ پیش کئے گئے۔ گویا کم و بیش دس، دس کتب کا ایک ایک سیٹ شریک کورس کی خدمت میں پیش کی گئیں۔ پشاور سے حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلوئی اور جناب محترم عنایت اللہ، جناب صاحبزادہ نصیر الدین پوپلوئی، راولپنڈی سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا قاضی ہارون الرشید، تلہ گنگ سے جناب خالد مسعود ایڈووکیٹ، ٹوبہ ٹیک سنگھ سے حضرت قاضی فیض احمد، گجرات سے حضرت حاجی اللہ رکھا صاحب، الحاج محمد جمیل، منڈی بہاؤ الدین سے مولانا محمد قاسم، لاہور سے جناب پیر طریقت رضوان نقیس، مولانا خالد محمود، قاری ظہور الحق، مولانا سعید وقار، جناب منصور احمد، نعیم صاحب، فیصل آباد سے پیر طریقت سید فاروق ناصر شاہ صاحب، روزنامہ اسلام کے نمائندہ مولانا ذکرا اللہ الحسنی، مولانا فازی عبدالرشید، چنیوٹ سے حضرت مولانا سیف اللہ خالد، حضرت قاری عبدالحمید صاحب، الحاج محمد علی، مولانا محمد رضوان صاحب، ملک غلیل احمد، مولانا محمد عارف، سرگودھا سے مولانا قاری عبدالرحمن ضیاء، مولانا محمد عابد، جھنگ سے مولانا سید مصدوق حسین شاہ، الحاج مقبول احمد، مولانا غلام حسین، چنیوٹ سے قاری محمد افضل، مولانا منیر احمد، حاجی شہادت علی، قاری خوشی محمد، قاری محمد ثار، سیالکوٹ سے مولانا فقیر اللہ اختر، ملتان سے حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد انس، بہاولنگر سے مولانا محمد قاسم رحمانی اور دیگر مہمانانِ گرامی ذی وقار کے ہاتھوں شرکاء کورس نے استاد اور کتب کے انعامات وصول کئے۔

اس سال بھی حسب سابق تمام شرکاء کورس کے لئے تقریروں کی بھی تربیت کا اہتمام کیا گیا تھا۔ چنانچہ ابتدائی دنوں سے تقریر شروع کرادی گئی تھیں۔ اس سال بھی دس دس شرکاء حضرات پر مشتمل گروپ بنائے گئے جو دن بھر پڑھتے تھے رات کو دن بھر کے اسباق کا خلاصہ بیان کر دیتے تھے۔ ابتداء میں یہ نظم مولانا غلام مصطفیٰ اور مولانا عزیز الرحمن ثانی کی زیر نگرانی چلتا رہا۔ آخری عشرہ میں مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد قاسم رحمانی بھی اس نظم میں شریک کار بنے۔ تمام گروپس کے ایک ایک ساتھی کا انتخاب ہو کر کل انتیس حضرات تقریری مقابلہ کے لئے مستحق قرار پائے۔ چنانچہ ان حضرات کا تقریری مقابلہ ہوا، ان میں: رول نمبر ۲۴۶: جناب صفوان محمد بن غلام محمد میمن خیر پور میرس (اول)، رول نمبر ۲۱۵: جناب محمد سلمان بن فضل الرحمن پشاور (دوم)، رول نمبر ۷۶: حافظ محمد بلال بن نذیر احمد شیخوپورہ (سوم) آئے۔ جنہیں حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلوئی پشاور، حضرت پیر سید صفدر حسین اور حضرت قاضی فیض احمد صاحب نے اپنے دست مبارک سے انعامات دیئے۔ اس طرح کورس کی تعلیم مکمل حاصل کرنے اور تینوں امتحانات میں مجموعی طور پر پوزیشن حاصل کرنے والے خوش نصیب یہ تھے: رول نمبر ۴: جناب حافظ حقیق الرحمن بن سیف الرحمن لاٹک لودھراں نے (اول)، رول نمبر ۲۱: جناب محمد نصیر بن عبدالرشید راولپنڈی (دوم)، رول نمبر ۲۱۲: حیدر علی اطرائی بن گل الرحمن اطرائی پشاور (سوم) پوزیشن حاصل کی۔ یوں مین آف دی کورس جناب حافظ حقیق الرحمن صاحب قرار پائے، امتحان میں پوزیشن ہولڈرز حضرات کو انعامات مولانا صاحبزادہ غلیل احمد، حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری اور حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے اپنے دست شفقت سے عنایت فرمائے۔ حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کے حکم پر حضرت مولانا صاحبزادہ غلیل احمد صاحب نے اختتامی دعا کرائی۔

مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا صفیر احمد، قاری محمد رمضان، قاری عبید الرحمن، مولانا محمد عرساقتی، مولانا محمد ابوبکر، جناب محمد یاسین، قاری محمد اصغر اور دیگر اساتذہ حضرات نے مہمانوں کو کھانا کھلایا۔ اس سال بھی کورس کے دوران کھانے کی نگرانی مولانا محمد اسحاق ساقی اور مولانا صفیر احمد نے کی۔ موجود اساتذہ کرام نے پرچیوں کے نمبر لگائے۔ نتائج کی ترتیب اور اسناد کی تیاری حضرت مولانا غلام رسول دین پوری کی زیر قیادت جناب شیر زمان اور جناب ساجد صاحب نے کی۔ آخری دوروز مکتبہ کا کام حضرت مولانا عبدالرشید غازی کی زیر نگرانی انجام پایا۔ مولانا محمد عرساقتی اور دوسرے رفقاء آپ کے معاون رہے۔ یوں بخیر و خوبی یہ پروگرام تکمیل کو پہنچا۔ ﷻ

ختم نبوت کانفرنس ژوب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ژوب کے زیر اہتمام ۶ مئی کو جامع مسجد ژوب میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مقامی امیر الحاج شیخ غلام حیدر خان نے کی۔ کانفرنس سے مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا محمد یونس کوسٹہ، مرکزی مسجد کے خطیب مولانا اللہ داد کا کڑ، جماعت اسلامی کے مولانا عبدالحی کے علاوہ مقامی علماء کرام نے خطاب کیا۔ کانفرنس میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اہل ژوب بالخصوص مولانا شمس الدین شہید، حاجی محمد علی، حاجی محمد عمر کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔

ختم نبوت کانفرنس لورالائی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے زیر اہتمام ۷ مئی کو لورالائی میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لورالائی مولانا ممتاز احمد کی زیر صدارت منعقدہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مفتی راشد مدنی، شیخ الحدیث مولانا حافظ فضل محمد، مرکزی رہنما مولانا قاضی احسان احمد، صوبائی مبلغ مولانا یونس، خواجہ محمد اشرف اور دیگر مقامی علماء نے خطاب کیا۔

ختم نبوت کانفرنس خانوزی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۸ مئی کو خانوزی میں منعقدہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مفتی راشد مدنی، مرکزی رہنما مولانا قاضی احسان احمد، مرکزی جامع مسجد کے خطیب مولانا عبدالظاہر، صوبائی مبلغ مولانا یونس، مقامی رہنماء حاجی محمد اکبر اور دیگر مقامی علماء نے خطاب کیا۔ علماء نے کہا کہ قادیانی قرآن و سنت اور اجماع امت کی روشنی میں دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ کیونکہ قادیانیوں نے مرزا قادیانی کو اپنا نبی و رسول تسلیم کیا ہے۔

ختم نبوت کانفرنس چمن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے زیر اہتمام ۹ مئی کو چمن میں منعقدہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مفتی راشد مدنی، مرکزی رہنما مولانا قاضی احسان احمد کراچی، سچے، یو۔ آئی کے ضلعی سرپرست شیخ الحدیث مولانا عبدالکریم، صوبائی مبلغ مولانا محمد یونس، قاری جنید احمد فردوسی، مفتی ثناء اللہ اور دیگر مقامی علماء نے خطاب کیا۔

حضرت صفیہؓ

جناب ابو عمر فاروق

اسلام نے عورت اور مرد کے لئے الگ الگ میدان کار تجویز کیا ہے۔ عورت کا اصل میدان کار اس کا گھر ہے۔ گھر کی حدود میں رہتے ہوئے عورت کو وہ عظیم کام سرانجام دینا ہوتے ہیں جن کو صرف عورت ہی انجام دے سکتی ہے۔ جابازوں کو جہنم دینا اور انقلابی سرفروشوں کو تیار کرنا صرف اسی کا کام ہے اور یہی وہ عظیم کام ہے جس سے قوموں کی تاریخ روشن ہوتی ہے۔ اسلام نے یہ عظیم فریضہ اس کے کاندھے پر ڈال کر اس کو اس قدر اونچا مقام دیا ہے کہ اس سے اونچے مقام کی آدمی تمنا نہیں کر سکتا۔ عورت کو یہ عظیم مرتبہ اس کے اسی فطری فریضہ کی بنیاد پر دیا گیا ہے۔ لیکن ضرورت پڑنے پر عورت نے میدان کار زار میں بھی سرفروشی اور جابازی کے ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ جن پر امت کو بجا طور پر فخر ہے اور جن سے اسلام کی تاریخ روشن ہے۔ تاریخ اسلام کی ایک ایسی ہی شیر دل مجاہدہ خاتون کا ذکر ان سطور میں کیا جا رہا ہے۔ جس سے ہم عظمت رفتہ کا سراغ لگا سکیں تاکہ ہماری آئندہ تاریخ روشن ہو۔

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کا شمار بڑی جلیل القدر صحابیات میں ہوتا ہے۔ وہ ہالہ بنت وہیب (یا اہیب) بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ کے بطن سے تھیں جو سرور عالم ﷺ کی والدہ ماجدہ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف کی چچا زاد بہن تھیں۔ اس رشتہ سے وہ حضورؐ کی خالہ زاد بہن بھی ہوتیں تھیں، سید الشہداء حضرت حمزہؓ شہید اہدان کے حقیقی بھائی تھے۔ سرور عالم ﷺ کے والد ماجد عبد اللہ، عبدالمطلب کی ایک دوسری بیوی فاطمہ بنت عمرو کے بطن سے تھے۔ اس رشتہ سے حضرت صفیہؓ حضورؐ کی پھوپھی تھیں۔ اس لئے انہیں عمتہ النبی کہا جاتا ہے۔ حضور ﷺ کی دوسری پھوپھیوں، ام حکیم بیضا، امیہ، عاتکہ، برہ اور اروئی کے اسلام کے بارے میں اہل سیر میں اختلاف ہے۔ لیکن حضرت صفیہؓ کے اسلام پر سب کا اتفاق ہے۔

غزوہ احزاب (۵ ہجری) میں سارے عرب کے مشرکین اور یہود نے متحد ہو کر مرکز اسلام پر یلغار کر دی تھی اور خاص مدینہ منورہ کے اندر یہود بنو قریظہ غداری کر کے اہل حق کی جانوں کے لاگو ہو گئے تھے۔ مسلمانوں کے لئے یہ بہت بڑی آزمائش تھی۔ لیکن آفریں، اللہ کے ان پاکباز بندوں پر کہ کیا مجال ایک لمحے کے لئے ان کے پائے استقامت میں لغزش آئی ہو۔ انہوں نے تو اپنی جانیں اور مال راہ حق میں بھج کر دیئے تھے اور زندگی کے آخری سانس تک کفر و شرک کے طوفانوں سے ٹکرانے کا تہیہ کر رکھا تھا۔ تاہم عورتوں اور بچوں کو گھر کے دشمنوں، یہود بنو قریظہ کی دست درازی اور شر سے بچانا ضروری تھا۔ چنانچہ رحمت عالم ﷺ نے تمام مسلمان خواتین اور بچوں کو بنظر احتیاط انصار کے ایک قلعہ میں منتقل کر دیا اور حضرت حسان بن ثابتؓ (شاعر رسول اللہ) کو ان کی نگرانی پر مامور فرما دیا۔ قلعہ اگرچہ خاصا مضبوط تھا، لیکن پھر بھی یہ انتظام خطرے سے بیکر خالی نہ تھا۔ سرور عالم ﷺ اپنے تمام جاٹاروں کے ہمراہ جہاد میں مشغول تھے۔ بنو قریظہ کے محلے اور اس قلعے کے درمیان کوئی فوجی دستہ موجود نہ تھا۔ انہی پر آشوب ایام میں

ایک دن ایک یہودی اس طرف آ نکلا اور قلعے میں موجود لوگوں کی سن گن لینے لگا۔ حسن اتفاق سے ایک بوڑھی لیکن صحت مند خاتون نے اس یہودی کو دیکھ لیا۔ وہ اپنی خداداد فراست سے سمجھ گئی کہ یہ شخص چاسوس ہے۔ اگر اس نے بنو قریظہ کے شریر انفس لوگوں کو جا کر بتا دیا کہ قلعے میں صرف عورتیں اور بچے ہیں تو ہوسکتا ہے وہ میدان خالی دیکھ کر قلعے پر حملہ کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے مگر ان قلعہ حضرت حسانؓ سے کہا کہ باہر نکل کر اس یہودی کو قتل کر دیں۔

حضرت حسانؓ نے عذر کیا۔ اس کا سبب اہل سیر کے نزدیک ان کی جسمانی یا قلبی کمزوری تھی جو کسی مرض میں مبتلا رہنے کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھی۔ بعض روایتوں میں ہے کہ انہوں نے اس موقع پر یہ جواب دیا: ”میں اس یہودی سے لڑنے کے قابل ہوتا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہ ہوتا؟“

وہ خاتون حضرت حسانؓ کا جواب سن کر فوراً انھیں، خیمے کی ایک چوب اکھاڑی قلعے سے باہر آئیں اور اس یہودی کے سر پر اس زور سے ماری کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ حافظ ابن حجرؒ نے ”اصابہ“ میں لکھا ہے کہ یہودی کو قتل کرنے کے بعد انہوں نے حضرت حسانؓ سے کہا، جا کر اس کا سر کاٹ لاؤ۔ انہوں نے اس میں بھی عذر کیا تو بہادر خاتون نے خود ہی اس کا سر کاٹ کر قلعے سے نیچے پھینک دیا۔ یہودی بنی قریظہ کو کٹا ہوا سر دیکھ کر یقین ہو گیا کہ قلعہ کے اندر بھی مسلمانوں کی فوج موجود ہے۔ چنانچہ انہیں قلعے پر حملہ کرنے کی ہمت نہ پڑی۔ علامہ ابن اثیرؒ جزری کا بیان ہے کہ پھر اس خاتون نے حضرت حسانؓ سے کہا: ”اب جا کر مقتول یہودی کا سامان اتار لو۔“ وہ بولے: ”مجھے اس کی خواہش نہیں۔“ ابن اثیرؒ کہتے ہیں کہ یہ پہلی بہادری تھی جو ایک مسلمان عورت سے ظاہر ہوئی۔ چنانچہ سرور اکرم ﷺ نے انہیں مال غنیمت میں سے حصہ عطاء فرمایا۔

یہ شیر دل خاتون جن کی شجاعت اور بے خوفی نے ایک بڑا خطرہ ٹال دیا اور تمام مسلمان عورتوں اور بچوں کو یہودیوں کے دست ستم سے بچالیا۔ بنو ہاشم کی چشم و چراغ نبی ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلبؓ تھیں۔ غزوہ احد (۳ ہجری) میں جب ایک اتفاقی غلطی سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور مسلمانوں میں انتشار پھیل گیا تو حضرت صفیہؓ ہاتھ میں نیزہ لئے مدینہ سے نکلیں۔ جو لوگ میدان جنگ سے منہ موڑ کر مدینہ کی طرف آ رہے تھے ان کو شرم اور غیرت دلاتی تھیں اور نہایت غصے سے فرماتی تھیں: ”رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر چل دیئے۔“

رحمت عالم ﷺ نے حضرت صفیہؓ کو میدان جنگ کی طرف آتے دیکھا تو ان کے ثابت قدم فرزند حضرت زبیرؓ کو پاس بلا کر ارشاد فرمایا: ”صفیہؓ اپنے بھائی حمزہؓ کی لاش نہ دیکھنے پائیں۔“

حضرت حمزہؓ مردانہ وار لڑتے ہوئے جبیر بن مطعم کے غلام وحشی بن حرب کے برہمنے سے شہید ہو گئے تھے۔ ہند بنت عتبہؓ نے اپنے باپ عتبہؓ (مقتول بدر) کے جوش انتقام میں ان کی نعش کا مشلہ کیا تھا۔ یعنی ناک اور کان کاٹ ڈالے تھے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر سید الشہداءؓ کا پیٹ چاک کر کے ان کا کلیجہ نکال کر چبا ڈالا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نہیں چاہتے تھے کہ صفیہؓ اپنے محبوب اور شجاع بھائی کی لاش کو اس حال میں دیکھیں۔ حضرت زبیرؓ نے اپنی ماں کو حضور ﷺ کے ارشاد سے مطلع کیا تو وہ اس کا سبب سمجھ گئیں۔ بولیں: ”مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ میرے بھائی کی لاش بگاڑی گئی ہے۔ خدا کی قسم! مجھے یہ پسند نہیں۔ لیکن میں صبر کروں گی اور انشاء اللہ ضبط سے کام لوں گی۔“

حضور ﷺ حضرت صفیہؓ کے جواب سے آگاہ ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں شہید راہ حق حضرت حمزہؓ کی لاش دیکھنے کی اجازت دے دی۔ وہ بادیدہ پر نعم لاش پر آئیں اور اپنے محبوب بھائی کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے بکھرے دیکھ کر ایک آہ سرد کھینچی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر خاموش ہو گئیں۔ پھر ان کے لئے دعائے مغفرت مانگی اور ان کی تدفین کے لئے دو چادریں حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر کے واپس مدینہ چلی گئیں۔

حافظ ابن حجرؒ نے اصحابہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت صفیہؓ نے حضرت حمزہؓ کی شہادت پر ایک پر درد مرثیہ کہا جس کے ایک شعر میں رحمت عالم ﷺ کو یوں مخاطب کیا:

ان یوما اتی علیک لیوم

کورت شمسہ وکان مضینا

ترجمہ..... ”آج آپ پر وہ دن آیا ہے کہ آفتاب سیاہ ہو گیا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ روشن تھا۔“ ایک روایت میں ہے کہ حضرت صفیہؓ محبوب بھائی کے لئے دعائے مغفرت مانگ کر اپنے آنسو ضبط نہ کر سکیں اور بے اختیار رونے لگیں۔ سرور عالم ﷺ نے انہیں روتے دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے بھی سیل اٹک رواں ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت صفیہؓ کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا: ”مجھے جبریل امین نے خبر دی ہے کہ عرش معلیٰ پر حمزہؓ بن عبدالمطلب کو اسد اللہ و اسد الرسول (اللہ کا شیر اور رسول کا شیر) لکھا گیا ہے۔“

سہ روزہ ختم نبوت کورس گوجرانوالہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کھیالی یونٹ، گوجرانوالہ کے زیر اہتمام سہ روزہ ختم نبوت کورس بتاریخ ۹، ۱۰، ۱۱ مئی بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار بوقت مغرب تا عشاء یونورسل کالج کھیالی اڈا گوجرانوالہ میں منعقد ہوا۔ پہلے روز مولانا عزیز الرحمن ثانی، جناب متین خالد لاہور اور مولانا ندیم مراد علی سندھو کے بیانات ہوئے۔ کورس کے دوسرے روز مولانا زاہد الراشدی نے قادیانیوں کی سرگرمیاں اور ان کے سدباب کے موضوع پر بیان فرمایا۔ مولانا غلام مرتضیٰ مدرس جامعہ مدنیہ ڈسکہ نے ردِ عیسائیت پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ یہودی اور عیسائی ہی قادیانیت کو کھڑا کرنے والے ہیں اور یہی ان کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ کورس کے تیسرے روز مولانا عبد الرحیم ہزاروی، محمد عثمان منصوری، مولانا محمد عارف شامی، مولانا ندیم مراد سندھو، مولانا طاہر حنیف طاہری، مولانا عبد المجید، مناظر اسلام مولانا نور محمد ہزاروی نے خطاب کیا۔ یونورسل کالج کے پرنسپل پروفیسر حافظ محمد اویس مشتاق، یونیک سکول کے پرنسپل پروفیسر منیر علی سندھو، مولانا پروفیسر شعیب محمود، مولانا عرفان، ڈاکٹر عمران رفیق اور ڈاکٹر محمد نواز سجاد نے تینوں دن انتظامات کی ذمہ داری نبھائی اور کورس کو کامیاب کرنے میں مؤثر کردار ادا کیا۔ سیکورٹی کے انتظامات مولانا طاہر حنیف طاہری اور ان کی ٹیم نے بطریق احسن انجام دیئے۔ اختتامی دعا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کھیالی یونٹ کے جنرل سیکرٹری قاری عبداللطیف قاسمی نے کروائی جس میں قادیانیوں کے لئے ہدایت، امت مسلمہ کی فتنہ قادیانیت سے حفاظت اور بالخصوص پاکستان کی امن و سلامتی کے لئے دعائے خیر کی گئی۔

راستہ جنت

جناب محمد جمیل مظہر

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا: ”یا رسول اللہ وہ چالیس احادیث کیا ہیں جن کے بارے میں فرمایا ہے کہ جو ان کو یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

.....۱	اللہ رب العزت پر ایمان لائے۔
.....۲	آخرت کے دن پر ایمان لائے۔
.....۳	فرشتوں کے وجود پر ایمان لائے۔
.....۴	سب آسمانی کتابوں پر ایمان لائے۔
.....۵	تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر ایمان لائے۔
.....۶	مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لائے۔
.....۷	نقد پر کہ بھلا اور برا جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔
.....۸	گواہی دے اس پر کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔
.....۹	ہر نماز کے وقت کامل وضو کر کے نماز کو قائم کرے۔
.....۱۰	زکوٰۃ ادا کرے۔
.....۱۱	رمضان المبارک کے روزے رکھے۔
.....۱۲	اگر مال ہو تو حج کرے۔
.....۱۳	بارہ رکعت سنت مؤکدہ روزانہ ادا کرے۔ (صبح کی نماز سے قبل دو رکعت، ظہر سے قبل چار رکعت اور ظہر کے بعد کی دو رکعت، مغرب کے بعد کی دو رکعت اور عشاء کے بعد کی دو رکعت)
.....۱۴	وتر کی رات میں نہ چھوڑے۔
.....۱۵	اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسری چیز کو شریک نہ کرے۔
.....۱۶	والدین کی نافرمانی نہ کرے۔
.....۱۷	ظلم سے یتیم کا مال نہ کھا۔
.....۱۸	شراب نہ پیے۔
.....۱۹	زنا نہ کرے۔
.....۲۰	جھوٹی قسم نہ کھائے۔
.....۲۱	جھوٹی گواہی نہ دے۔

.....۲۲	نفسیاتی خواہشات پر عمل نہ کرے۔
.....۲۳	مسلمان بھائی کی غیبت نہ کرے۔
.....۲۴	عورت اور مرد پر تہمت نہ لگائے۔
.....۲۵	اپنے مسلمان بھائی سے بغض نہ رکھے۔
.....۲۶	لہو و لعب میں مشغول نہ ہو۔
.....۲۷	تماشاخیوں میں شریک نہ ہو۔
.....۲۸	کسی پرستہ قد آدمی کو عیب کی نیت سے ٹھکنا مت کہے۔
.....۲۹	کسی کا مذاق مت اڑائے۔
.....۳۰	مسلمانوں کے درمیان چغل خوری نہ کرے۔
.....۳۱	اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرے۔
.....۳۲	بلا اور مصیبت آئے تو صبر کرے۔
.....۳۳	اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کسی وقت بھی بے خوف مت ہو۔
.....۳۴	رشتہ داروں سے قطع تعلق مت کرے۔
.....۳۵	اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اختیار کرے۔
.....۳۶	اللہ تعالیٰ کی کسی بھی بنا کی ہوئی مخلوق کو لعنت مت کرے۔
.....۳۷	سبحان اللہ، اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کا اکثر ورد کرے۔
.....۳۸	جمعہ اور عیدین (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) میں حاضری نہ چھوڑے۔
.....۳۹	اس بات کا یقین رکھ کہ جو تکلیف اور راحت تجھے پہنچے وہ مقدر میں تھی اور ملنے والی نہ تھی اور جو کچھ نہیں پہنچا وہ کسی طرح بھی پہنچنے والا نہیں تھا۔
.....۴۰	کلام اللہ (قرآن پاک) کی تلاوت کسی حال میں مت چھوڑے۔

حضرت سلمان فارسی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ چالیس احادیث مبارک سن کر دریافت کیا کہ: ”یا رسول اللہ جو کوئی ان کو یاد کرے اس کو کیا ملے گا؟“ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”اس کا اجر یہ ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ اس کا حشر انبیاء کرام علیہم السلام اور علمائے کرام کے ساتھ فرمائیں گے۔“

ختم نبوت کا نفرس گوجرہ

گوجرہ میں ۳۰ مئی ختم نبوت کانفرنس منعقد کی گئی۔ کانفرنس نشر میڈیکل کالج ملتان کے ان طلباء کرام کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے کی گئی جن پر ۲۹ مئی ۱۹۷۳ء کو مرزائی درندوں نے چناب نگر اسٹیشن پر وحشیانہ ظلم و تشدد برپا کیا۔ اس کانفرنس کی صدارت حکیم مجاہد نور پوری نے کی۔ مولانا حذیفہ، مولانا سید سرفراز الحسن شاہ اور پروفیسر ندیم نواز نے نقابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ کثیر تعداد میں جم غفیر موجود تھا۔

عید الفطر کی تاریخ و فضیلت

حافظ وحید الدین خیر آبادی

اسلام دین فطرت ہے اس کے تمام احکام انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں جو اسلام کی جامعیت و کاملیت کا ثبوت ہے کہ اس نے حیات انسانی کے کسی بھی گوشہ کو فطرت سے ہم آہنگ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ کیونکہ انسان مدنی الطبع ہے۔ معاشرتی زندگی انسان کا مزاج ہے۔ آپس میں ملنا جلنا، خوشی و مسرت کے خوشگوار لحظات گزارنا، خاص کر طرب و نشاط کی محفلیں سجانا اور زندگی کے ایام کو شاداں و فرحاں بسر کرنا انسان کی طبیعت کا خاصہ ہے۔ خصوصیت سے ایسے اوقات میں جب کہ سخت مشقت اور امتحانی دور سے گزرا ہو تو مشقت کے اختتام پر دل چاہتا ہے کہ آرام و راحت کے موقع میں چننے کھیلنے اور غم دنیا سے نجات پانے کا موقع فراہم ہو۔

انسانی فطرت کی رعایت

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو فطرت و طبیعت کی اپنے فطری نظام زندگی اور دستور بندگی میں بھرپور رعایت رکھی ہے۔ اسی میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا اسلامی تہوار ہے، تہوار منانا جشن مسرت برپا کرنا انسانی تاریخ کا حصہ ہے۔ اسلام سے قبل دیگر آسمانی مذاہب و ادیان میں تہوار کا تصور ملتا ہے۔ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ یہ انسانی فطرت ہے وہ اپنی مسرت و شادمانی کے اظہار کے لئے موقع کی تلاش میں رہتا ہے۔ عام طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ قوموں کے تہوار ان کے کسی دیوی، دیوتا، یا ان کے کسی نجات دہندہ رہنما، سیاسی شخصیت یا ملکی آزادی وغیرہ کی یاد میں منائے جاتے ہیں۔ گویا ان تہواروں کا تعلق کسی نہ کسی اعتبار سے دین و مذہب، تہذیب و تمدن اور افکار و نظریات سے ضرور ہوتا ہے۔ ان تہواروں میں قوموں کی دینی و ثقافتی اور تمدنی زندگی کی پوری جھلک ملتی ہے۔ ہمارے سامنے دیوالی، دسہرہ، کرسمس ڈے، ۱۴ اگست، ۲۶ جنوری وغیرہ کی مثالیں ہیں۔ ہمارا اسلامی تہوار عید الفطر بھی ایک شرعی اور روحانی حیثیت رکھتا ہے۔ بلکہ اسلامی شریعت میں عید الفطر صرف تہوار ہی نہیں عبادت بھی ہے۔

جب ہم قرآن کریم میں غور کرتے ہیں تو قبل از اسلام جو قومیں آباد تھیں ان کے مذہبی تہوار کا ذکر ملتا ہے۔ مثال کے طور پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قوم ایک زبردست تہوار مناتی تھی۔ جس میں پوری قوم شریک ہوتی تھی اور بعد میں بتوں کی پرستش کرتی تھی۔ چڑھاوے چڑھاتی تھی۔ ایک موقع پر جب ابراہیم علیہ السلام کی قوم نے اپنے مشرکانہ میلے میں غلیل اللہ سے چلنے کو کہا تو انہوں نے ”اسی مسقیم“ (میں بیمار ہوں) کہہ کر جانے سے معذرت کر دی اور جب قوم چلی گئی تو انہوں نے بڑے مندر کے تمام بتوں کو پاش پاش کر ڈالا۔ جس کے بعد ایک طوفان برپا ہو گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زندہ آگ میں جلانے کا شاہی اعلان کیا گیا۔ قرآن نے اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

دوسرا قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ملتا ہے۔ انہوں نے فرعون مصر کے ساحروں سے، مقابلہ کے لئے جس دن کو منتخب کیا تھا وہ ان کے تہوار کا دن تھا۔ انہوں نے کہا تھا: ”موعدکم یوم الزینہ“ (تمہارے وعدہ کا

دن تہوار کا دن ہے) تیسرا واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کا ملنا ہے۔ جس میں انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ گزارش کی تھی کہ اللہ تعالیٰ ہم کو جنتی خوان اتار کر نوازیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی: ”ربنا انزل علينا مائدة من السماء تكون لنا عيد الاولنا واخرنا“ ﴿اے ہمارے پروردگار ہم پر آسمان سے خوان نازل فرما جو ہمارے اولین و آخرین کے لئے عید کا دن بن جائے۔﴾

عید الفطر کی تاریخ

عید الفطر کا تہوار کب اور کیسے مقرر ہوا، تو اس کی روایت حضرت انس ابن مالک کرتے ہیں: ”قدم النبی ﷺ ولهم يومان يلعبون فيهما فقال ما هذان اليومان؟ قالوا كنا نلعب فيهما في الجاهلية فقال رسول الله ﷺ ان الله قد ابدلكم بهما خيرا منهما يوم الاضطى ويوم الفطر (رواه ابو داؤد)“ ﴿آغضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے۔ اس حال میں کہ مدینہ والوں کے دو دن کھیلنے اور تفریح کرنے کے تھے۔ آپ نے پوچھا یہ دونوں دن کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ہم زمانہ جاہلیت سے ان دو دنوں میں تفریح و کھیل کو دہشتہ کرتے آ رہے ہیں۔ آغضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے بہتر دو دن عطاء کئے ہیں۔ ایک عید الفطر، دوسرے عید الاضیٰ۔﴾ دیکھئے! جب ایک تہوار کو جس میں مشرکانہ رسومات ادا کی جاتی تھیں ختم کیا گیا تو اس کی جگہ ان سے بہتر تہوار عطاء کیا گیا جو خیر و برکت کا باعث بھی ہے اور خوشی و مسرت کا ذریعہ بھی۔ اسلامی عظمت کی دلیل بھی ہے، ملی وحدت کا ثبوت بھی، طاعت و بندگی کا مظہر بھی، رحمت و مغفرت کا ذریعہ بھی، اور غرباء پروری کی علامت بھی ہے۔

عید کو عید کہنے کی وجہ

عید، عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ہیں بار بار لوٹ کر آنا۔ قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی غنیہ اللہ البین میں فرماتے ہیں کہ عید کا نام عید اس لئے پڑا کہ اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نئے سرے سے خوشی و مسرت بخشتے ہیں۔ بعض اس نام کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ اس روز اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر احسان فرماتا ہے۔ بعض کے نزدیک یہ ہے کہ اس دن بندے اپنی اصل پاکیزگی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اس لئے اس کو عید کہتے ہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ اس دن مومنوں سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے گناہ معاف کر دیئے گئے۔ اب تم اپنے گھروں کو جاؤ۔ (فتیۃ الطالبین ص ۳۹۶)

عید الفطر کی کچھ خصوصیات

یوم الفطر کی کچھ خصوصیات ہیں۔ وہب بن منہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے عید الفطر کے دن جنت کو پیدا کیا، فجر طوبیٰ بھی جنت میں اسی دن لگایا گیا۔ وحی رسالت کو انبیاء کے پاس پہنچانے کے لئے جبرائیل امین کا انتخاب بھی عید کے دن ہی ہوا۔ ساحران مصر کو جو موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں آئے تھے ان کو ہدایت بھی یوم الفطر کے دن ملی۔ ایک اور روایت کے اعتبار سے سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب لوگ عید الفطر کے دن نماز کے لئے عید گاہ جاتے ہیں تو اللہ رب العزت ان پر توجہ فرماتے ہیں اور کہتے ہیں۔ اے میرے بندو! تم نے میرے لئے ہی روزہ رکھا، میرے لئے ہی نماز پڑھی اب تم آمرزش (بخشش) کی خلعت لے کر جاؤ۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ عید الفطر کی شب میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پورا اجر دیتا ہے اور تمام نعمتیں بخشا ہے جو روزے رکھے ہوئے ہوتے ہیں اور عید کی صبح کو اللہ کے حکم سے فرشتے زمین پر اترتے ہیں، راستوں، چوراہوں، عام مجموعوں اور بازاروں میں بلند آواز سے (جن کو جن وانس کے سوا سب سنتے ہیں) پکار کر کہتے ہیں، اے امت محمدیہ، اپنے رب کے نام پر نکلو، وہ تم کو بہت کچھ عطاء کرنے والا ہے۔ تمہارے کبیرہ گناہ بخش دے گا۔ چنانچہ جب لوگ اپنے گھروں سے نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ جس مزدور نے اپنا پورا کام کیا ہو، اس کی مزدوری کیا ہے۔ وہ عرض کرتے ہیں، اے ہمارے پروردگار اس کو پوری مزدوری عطاء فرما۔ تب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے فرشتو! گواہ رہو جن لوگوں نے روزے رکھے اور نمازیں پڑھیں، میں نے ان کی مغفرت کر دی۔ (تبیہ العالمین ص ۳۹۷)

عید الفطر کا اصل مقصد

عید الفطر اگرچہ خوشی و مسرت کا دن ہے۔ ایک ماہ کے روزوں کے بعد افطار کی عام اجازت ہے۔ لیکن ہمیں عید کے پیغام کو سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ اسلام کے ہر حکم میں حکمت و مصلحت ہوتی ہے۔ عید اچھے اچھے لباس پہننے کا نام نہیں۔ عمدہ عمدہ کھانوں کا نام نہیں بلکہ اصل عید یہ ہے کہ اس خوشی کے موقع پر انسان اپنی حقیقت فراموش نہ کرے۔ اپنے رب کی اطاعت و عبادت سے غافل نہ ہو اور جب عید گاہ میں نماز شکر ادا کر رہا ہو تو یہ تصور کرے کہ حقیقی خوشی اس دن ہوگی جب قیامت کے میدان میں رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے اور وہاں سے پروانہ نجات ملے گا۔ ”و اما من يخاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هي الماوى“ عید کے پر مسرت تہوار پر اپنے غریب و نادار مسلمان بھائیوں کو فراموش نہ کرے۔ سینہ بغض و کینہ اور کدورت و عداوت سے خالی ہو، اور نور ایمانی سے معمور ہو۔ یہی اصل عید ہے۔

ختم نبوت کا نفرنس قصور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس جامعہ رحیمیہ تریل القرآن قصور میں ۲۸ مئی کو بعد نماز عشاء منعقد ہوئی۔ دو خوش نصیب طلباء نے ختم قرآن پاک مکمل کیا۔ رانا عثمان قصوری نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا اللہ وسایا کے تفصیلی بیانات ہوئے۔ مولانا مفتی محمد حسن صاحب نے دعاء کرائی۔ مبلغ ختم نبوت عبدالرزاق نے نقابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ قاری مشتاق احمد رحیمی نے میزبانی کا شرف حاصل کیا۔ قاری حبیب اللہ قادری نے تلاوت کی۔ میاں محمد معصوم انصاری نے مہمانوں کو گفٹ پیش کئے۔ ۳۱ مئی کو ویرم، چوکی میں بعد نماز عشاء عشق مصطفیٰ کانفرنس سے مولانا تاج محمود ریحان، مولانا اللہ وسایا، مولانا عبدالرزاق مبلغ ختم نبوت ضلع قصور کے بیانات ہوئے۔ مولانا ہارون الرشید نے صدارت کی۔ مولانا آصف نے مہمانوں کا استقبال کیا۔ علاقہ کے قراء اکرام نے تلاوت کی۔ نعت خوانوں نے نعت رسول مقبول پیش کی۔ کانفرنس میں تمام مقامی علماء کرام سمیت ہر طبقہ کے مسلمانوں نے بھرپور شرکت کی۔

وقت کیا ہے؟

مولانا ابوالکلام آزادؒ کا جیل سے ایک خط قلعہ احمد نگر، مورخہ ۱۵ جون ۱۹۴۳ء

صدیق مکرم!

عرب کے فلسفی شاعر ابوالعلاء معری نے زمانہ کا پورا پھیلاؤ تین دنوں کے اندر سمیٹ دیا تھا۔ کل جو گزر چکا، آج جو گزر رہا ہے، اور کل جو آنے والا ہے:

ثلاثه ايام هي الدهر كله وما هن الا الامس واليوم والغد

وما القمر الا واحد غير انه يغيب ويأتي بالضياء المجدد

(زمانہ فقط تین دنوں پر مشتمل ہے۔ گزرا ہوا کل، آج اور آنے والا کل۔ اسی طرح چاند بھی ایک ہی ہے وہ صرف غائب ہوتا ہے اور پھر نئی روشنی لے کر طلوع ہوتا ہے)

لیکن تین زمانوں کی تقسیم میں، نقص یہ تھا کہ جسے ہم ”حال“ کہتے ہیں وہ فی الحقیقت ہے کہاں؟ یہاں وقت کا جو احساس بھی ہمیں میسر ہے وہ یا تو ماضی کی نوعیت رکھتا ہے، یا مستقبل کی اور انہی دونوں زمانوں کا ایک اضافی تسلسل ہے۔ جسے ہم ”حال“ کے نام سے پکارنے لگتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ ”ماضی“ اور ”مستقبل“ کے علاوہ وقت کی ایک تیسری نوعیت بھی ہمارے سامنے آتی رہتی ہے۔ لیکن وہ اس تیزی کے ساتھ آتی اور نکل جاتی ہے کہ ہم اسے پکڑ نہیں سکتے۔ ہم اس کا پیچھا کرتے ہیں۔ لیکن ادھر ہم نے پیچھا کرنے کا خیال کیا اور ادھر اس نے اپنی نوعیت بدل ڈالی۔ اب یا تو ہمارے سامنے ”ماضی“ ہے جو چا چکا یا ”مستقبل“ ہے جو ابھی آیا ہی نہیں۔ لیکن خود ”حال“ کا کوئی نام و نشان دکھائی نہیں دیتا۔ جس وقت کا ہم نے پیچھا کرنا چاہا تھا وہ ”حال“ تھا اور ہماری پکڑ میں آیا ہے وہ ”ماضی“ ہے:

نکل چکا ہے وہ کوسوں دیار حرام سے

شاید یہی وجہ ہے کہ ابوطالب کلیم کو انسانی زندگی کی پوری مدت دو دن سے زیادہ نظر نہیں آئی:

بدنامی حیات، دو روزے نبود بیش

واں ہم کلیم! با تو چه گویم چساں گزشت

ایک روز صرف بستان دل شد باین وآن

روزے دگر بہ کندن دل زین وآن گزشت

(زندگی دراصل دو دن سے زیادہ نہیں ہے۔ کیا بتائیں کہ ہم نے وہ دو دن بھی کیسے گزارے؟ ایک دن تو

دل کو ادھر ادھر لگانے میں صرف ہو گیا اور دوسرا دن ادھر سے دل کو ہٹانے میں گزر گیا۔)

ایک عرب شاعر نے یہی مطلب زیادہ ایجاز و بلاغت کے ساتھ ادا کیا ہے:

ومتى يسا عدنا الوصال ودهرنا

يوممان، يوم لوى ويوم حدود

(ہمیں وصال محبوب کب میسر ہوا، کیونکہ ہماری مدت حیات صرف دو دن ہی تو تھی۔ ان میں سے ایک دن محبت استوار کرنے میں گزر گیا۔ دوسرا قطع تعلق میں صرف ہو گیا۔)

اور اگر حقیقت حال کو اور زیادہ نزدیک ہو کر دیکھئے تو واقعہ یہ ہے کہ انسانی زندگی کی پوری مدت ایک صبح، شام سے زیادہ نہیں۔ صبح آنکھیں کھلیں، دوپہر امید و بیم میں گزری، رات آئی تو پھر آنکھیں بند تھیں۔ لم یلبسوا الا عشیة أو ضحاها!

شورے شدواز خوب عدم چشم کشودیم

دیدیم کہ باقی ست شب فتنہ غنودیم

(دنیا میں ایک شوراٹھا اور ہم موت کی گہری نیند سے بیدار ہو گئے۔ دیکھا کہ ابھی فتنوں سے بھری رات کا کچھ حصہ باقی ہے۔ ہم پھر سو گئے۔)

لیکن پھر غور کیجئے اسی ایک صبح شام کے بسر کرنے کے لئے کیا کیا جتن نہیں کرنے پڑتے، کتنے صحراؤں کو طے کرنا پڑتا ہے۔ کتنے سمندروں کو لانا پڑتا ہے۔ کتنی چوٹیوں پر سے کودنا پڑتا ہے۔ پھر آتش و ہبہ کا افسانہ ہے۔ برق و خرمن کی کہانی ہے:

دریں چمن کہ ہوا داغ شبنم آرائی ست

تلیٰ بہزار اضطراب می بافتد

(اس چمن میں ہوا شبنم کے لئے پیغام بنا ہے، مگر لوگ اس کی اس فتنہ سامانی کے باوجود اسے سکون و راحت کے اسباب میں شمار کرتے ہیں۔)

(غبار خاطر صفحہ ۳۲۸ تا ۳۳۰)

امیر مرکز یہ حضرت مولانا عبدالجید لدھیانوی دامت برکاتہم کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکز یہ حضرت مولانا عبدالجید لدھیانوی مدظلہ کے خواہر زادہ جناب محبوب

احمد ۲۷ رمضان المبارک برطانیہ یکم جولائی کو کمالیہ میں صبح دس بجے انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

مرحوم کی نماز جنازہ بعد نماز مغرب ادا کی گئی۔ امامت کے فرائض حضرت الامیر مدظلہ نے سرانجام دیئے۔ انہیں کمالیہ

میں آبائی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ، پانچ بیٹیاں اور ایک بچہ سوگوار چھوڑا ہے۔

ادارہ لولاک حضرت الامیر مدظلہ کے صدمہ میں برابر کا شریک ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ رب العزت مرحوم کو کروٹ

کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ نیز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق

سکندر، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا عزیز الرحمن چاندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوقانی نے حضرت

الامیر سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

پردہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے؟

ایک خاتون

جناب محترم و سامعین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

”پردہ“ ملک کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے یا نہیں۔ اس سوال کا فیصلہ کرنے کے لئے سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ پردہ ہے کیا؟۔ کیونکہ اس کے بغیر ہم پردہ کے فوائد اور نقصانات کو سمجھ نہیں سکتے۔ اس کے بعد ہمیں یہ بھی طے کرنا چاہئے کہ وہ کون سی ترقی ہے جسے ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اس بات کا فیصلہ کئے بغیر ہم یہ معلوم نہیں کر سکتے کہ پردہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے یا نہیں؟۔

”پردہ“ عربی زبان کے لفظ ”حجاب“ کا لفظی ترجمہ ہے۔ جسے عربی زبان میں حجاب کہتے ہیں اور اسے فارسی میں پردہ کہا جاتا ہے۔ حجاب کا لفظ قرآن شریف کی اس آیت میں آیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حضور اقدس ﷺ کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہونے سے منع فرمایا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ اگر گھر کی عورتوں سے کوئی چیز لینی ہو تو حجاب یعنی پردہ کے پیچھے سے مانگا کر دو اور اسی حکم سے پردہ کے حکم کی ابتداء ہوئی۔

اس کے بعد اس سلسلے میں جتنے احکامات آئے۔ ان سب کو احکام حجاب یعنی پردہ کے احکامات کہا گیا۔ پردے کے احکامات قرآن شریف کی سورۃ احزاب اور سورۃ نور میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔ انہی سورتوں میں عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں عزت اور وقار کے ساتھ رہیں۔ اپنے حسن و زینت کی نمائش نہ کیا کریں۔ جیسا کہ جاہلیت کے دور میں عورتیں کیا کرتی تھیں۔ گھر سے باہر نکلنا ہو تو اپنے اوپر بڑی چادر اوڑھ کر نکلیں اور آواز والے زیور پہن کر نہ نکلیں۔ گھر کے اندر بھی محرم اور غیر محرم مردوں کے درمیان فرق کریں۔ محرم مردوں اور تعلق والی عورتوں کے علاوہ کسی کے سامنے زینت کے ساتھ نہ آئیں۔ زینت کے وہی معنی ہیں جو کہ ہمارے زمانے میں (میک اپ) بناؤ سنگھار اور فیشن کے ہیں۔ ان میں فیشن ایبل لباس، زیور اور میک اپ، تینوں چیزیں شامل ہیں اور پھر محرم مردوں کے سامنے بھی عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے سینے کو ڈھانپیں اور ہر قسم کے ستر کو چھپائیں اور گھر کے مردوں کو بھی ہدایت کی گئی کہ جب ماؤں اور بہنوں کے سامنے آنا چاہیں تو اجازت لے کر آئیں۔ تاکہ ان کی نگاہ اچانک ایسی حالت میں نہ پڑے کہ وہ اپنے جسم کا کوئی حصہ کھولے بیٹھی ہوں۔ یہ وہ احکامات ہیں جو کہ قرآن پاک میں دیئے گئے ہیں اور ان کا نام ”پردہ“ ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ عورت کا ستر چہرہ، کلائی تک دونوں ہاتھ اور پنڈلی تک دونوں پاؤں کے علاوہ ان کا پورا جسم ستر میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ ایسے باریک اور چست کپڑے نہ پہنیں جس سے جسم کے اندرونی حصے ظاہر ہو جائیں۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ نے عورتوں کو محرم مردوں کے علاوہ کسی بھی نامحرم مرد کے ساتھ تنہائی میں رہنے سے منع فرمایا ہے۔ پیغمبر ﷺ نے عورتوں کو خوشبو لگا کر باہر نکلنے

سے بھی منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے مسجد کے اندر نماز باجماعت کے لئے عورتوں اور مردوں کے لئے الگ الگ جگہیں مقرر فرمائی تھیں اور یہ بھی اجازت نہ تھی کہ مرد اور عورتیں سب مل کر ایک صف میں نماز پڑھیں۔ نماز سے فراغت کے بعد حضور اقدس ﷺ اور دیگر تمام صحابہ کرام اس وقت تک مسجد میں بیٹھے رہتے تھے جب تک عورتیں چلی نہ جائیں۔ پردے کے بارے میں یہ احکامات جس کا دل چاہے قرآن شریف کی سورت احزاب اور سورت نور اور احادیث شریف کی مستند کتابوں میں دیکھ سکتا ہے اور جس چیز کو ہم پردہ کہتے ہیں اس میں چاہے عملی طرح سے کمی بیشی ہو گئی ہو۔ لیکن اصول اور قاعدے وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے مدینہ منورہ کے مسلم معاشرے میں جاری کئے تھے۔ اگرچہ میں اللہ اور اس کے رسول کا نام لے کر کسی کام نہ بند نہیں کر سکتی۔ لیکن بغیر سوچے سمجھے اس آواز کا بلند ہونا کہ: ”پردہ ہماری ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے“ ہماری لادینی ذہنیت کا واضح ثبوت ہے۔ یہ آواز اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ ہے اور اس کا صاف معنی یہ ہے کہ (العیاذ باللہ) اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہماری ترقی کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کی ہیں۔ اگر واقعتاً ہم یہ سمجھتے ہیں تو پھر ہم خود کو ظاہری مسلمان کہلاتے ہیں اور دراصل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ماننے سے صاف انکار کر رہے ہیں۔

اس سوال سے ہم یہ کہہ کر بری نہیں ہو سکتے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے پردے کا حکم دیا ہی نہیں اور میں ابھی یہ عرض کر چکی ہوں کہ پردہ کیا ہے اور اس کے تفصیلی احکامات کو قرآن شریف اور احادیث کی معتبر کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔ پردے کے بارے میں جو احکامات اسلام نے ہمیں دیئے ہیں۔ اس پر اگر ذرا ہم غور کریں گے تو سمجھ میں آ جائے گا کہ اس کے تین مقصد ہیں:

پہلا یہ کہ عورتوں اور مردوں کے اخلاق کی حفاظت کی جائے اور ان برائیوں کا دروازہ بند کر دیا جائے جو کہ قحط سوسائٹی اور مردوں کے آزادانہ میل جول سے پیدا ہوتی ہیں۔ دوسرا یہ کہ مردوں اور عورتوں کے کام کاج کا دائرہ الگ الگ ہو۔ اس لئے کہ فطرت نے جو کام عورتوں کے حوالے کئے ہیں۔ ان کو وہ یکسوئی کے ساتھ پورا کر سکیں اور جو کام مردوں کے حوالے ہیں۔ ان کو وہ آرام کے ساتھ نبھاسکیں۔ تیسرا یہ کہ گھر اور خاندان کے نظام کو مضبوط اور محفوظ کیا جائے۔ جس کی اہمیت زندگی کے دوسرے نظاموں سے کسی طرح کم نہیں۔ پردے کو چھوڑ کر جن لوگوں نے گھر اور خاندان کے نظام کو محفوظ کیا ہے۔ انہوں نے عورتوں کو نظام بنا کر تمام حقوق سے محروم کر دیا ہے اور جن مردوں نے عورتوں سے پردے کی پابندیاں ختم کی ہیں۔ اس سے سوسائٹی میں خاندان کا نظام خراب ہوا ہے۔ اسلام عورتوں کو مکمل حقوق بھی دیتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ خاندان کے نظام کو بھی درست رکھنا چاہتا ہے اور یہ مقصد تب ہی حاصل ہو سکتا ہے جب کہ پردہ کے احکامات اس کی حفاظت کے لئے موجود ہوں۔

بھائیو اور بہنو! میں آپ سے عرض کرتی ہوں کہ ذرا ٹھنڈے دل و دماغ سے ان باتوں پر غور کریں۔ اگر اخلاق کا مسئلہ کسی کے پاس کوئی اہمیت نہیں رکھتا تو اس کا میرے پاس تو کوئی علاج نہیں۔ لیکن جس کی نظر میں اس کی کوئی اہمیت ہے تو اس کو سوچنا چاہئے کہ قحط سوسائٹی میں جہاں عورتیں بناؤ سنگھار کر کے آزاد گھومتی رہیں اور زندگی کے ہر شعبے میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کریں۔ وہاں اخلاق بگڑنے سے کیسے بچ سکتے ہیں؟۔ ہمارے اپنے ملک

پاکستان میں یہ صورتحال جس قدر بڑھ رہی ہے جنسی جرائم بھی اس قدر بڑھتے جا رہے ہیں اور اس کی خبریں آپ وقت بوقت اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں اور ایسا کہنا کہ ان خرافات کی بنیاد پردہ ہے۔ جب پردہ نہ رہے گا تو مردوں کے دل عورتوں کو دیکھ دیکھ کر بھر جائیں گے بالکل فلفلہ ہے۔ کیونکہ جہاں بے پردگی ہے۔ وہاں مردوں کے دل عورتوں کو دیکھتے رہنے سے بھرے تو ان کی نفسانی خواہشوں کے تقاضوں نے معاملہ عریانی اور فحاشی تک پہنچایا اور پھر عریانی سے بھی دل نہ بھرے تو کھلم کھلا جنسی آزادی تک نوبت پہنچ گئی اور دل اس سے بھی نہیں بھرتے۔ مزید کثرت سے جنسی جرائم میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ کیا یہ بات اطمینان بخش ہے؟

یہ صرف اخلاق ہی کا سوال نہیں بلکہ ہماری پوری تہذیب کا سوال ہے۔ مخلوط سوسائٹی جس قدر بڑھتی جا رہی ہے۔ عورتوں کے بناؤ سنگھار کا خرچہ بھی اسی رفتار سے بڑھ رہا ہے۔ اس لئے جائز آمدنیاں نا کافی ثابت ہو رہی ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ہر طرف رشوت، دھوکہ بازی اور دیگر حرام کاریاں بڑھتی جا رہی ہیں اور ان حرام کاریوں نے ہمارے ملک کے نظام کو درہم برہم کر دیا ہے۔ ملک کا کوئی قانون اچھی طرح نافذ نہیں ہو سکتا۔ یہاں یہ بات بھی سوچنے کے قابل ہے کہ جو لوگ اپنی خواہشات کو کنٹرول کرنے کے معاملات میں ڈسپلن کے پابند نہیں وہ دوسرے کسی معاملے میں ڈسپلن کے پابند نہیں ہو سکتے۔ جو شخص گھریلو زندگی میں وقادار نہیں۔ وہ ساری قوم اور ملک کے معاملے میں وقادار ہو سکیں۔ یہ مشکل ہے۔ مطلب یہ کہ جو اپنے پانچ فٹ کے قد پر اللہ کے نافذ کردہ قانون کی پابندی نہیں کرتا۔ وہ ملک کی کروڑوں عوام پر اللہ کا قانون کس طرح نافذ کر سکتا ہے۔

عورت اور مرد کے کام کاج کا دائرہ الگ الگ ہے۔ یہ فطرت کا تقاضا ہے۔ فطرت نے ماں بننے کی خدمت عورت کے حوالہ کر کے یہ بتا دیا ہے کہ اس کے کام کا اصل دائرہ کیا ہے اور باپ بننے کا فرض مرد کے سپرد کر کے اشارہ کر دیا ہے کہ اس کے حوالے کون کون سے کام اس کے سپرد کئے گئے ہیں۔ دونوں قسموں کی خدمات کے لئے عورت اور مرد کو الگ الگ جسم دیئے گئے ہیں۔ الگ الگ قوتیں دی گئی ہیں۔ فطرت نے جسے ماں بننے کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس کو صبر و تحمل بخشا ہے۔ اس کی طبیعت میں نرمی پیدا کی ہے۔ اس کو ایک ایسی چیز دی ہے جسے ”مامتا“ کہتے ہیں اور اگر اس میں نہ ہو تو آپ اور ہم خیر و خوبی سے ہل کر جو ان نہ ہو سکتے تھے۔ یہ کام جس کے ذمے دیئے گئے ہیں وہ عورت ہے۔ جسے ان بھاری ذمہ داریوں سے آزاد کیا گیا ہے جو کہ ماں بننے کے لئے ضروری ہیں۔ آپ اس بات کو اگر مٹانا چاہتے ہیں تو فیصلہ کر لیں کہ اب دنیا کو ماؤں کی ضرورت نہیں۔ تو کچھ وقت گزرے گا کہ انسان ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کے بغیر ہلاک ہو جائے گا۔

لیکن اگر یہ فیصلہ بھی نہیں کرتے اور قدرت کی اس تقسیم کو بھی مٹانا چاہتے ہیں۔ یہ عورت سے سراسر ظلم ہے کہ ایک تو وہ پورا وزن اٹھائے جو کہ فطرت نے ماں بننے کے لئے اس کے ذمے رکھا ہے جس میں مرد ذرہ برابر بھی اس کی معاونت نہیں کر سکتا اور پھر اس کے علاوہ مرد کے ساتھ مل کر سیاست، تجارت، صنعت، حرفت اور دفتر وغیرہ کے کاموں میں بھی بھرپور حصہ لیتی رہے۔

خدا را شغفے دل سے غور تو کریں کہ انسانیت کی خدمت کا آدھا حصہ بلکہ آدھے سے زیادہ وہ ہے جسے

عورت بھاتی ہے۔ کوئی مرد مل برابر بھی اس کا وزن نہیں اٹھا سکتا۔ باقی آدھے حصے میں بھی آپ چاہتے ہیں کہ اس کا یہ وزن بھی عورت اٹھائے۔ اس حساب سے تین حصے عورت کے ذمہ ہوئے اور مرد کے ذمہ صرف چوتھائی حصہ۔ کیا یہ انصاف ہے؟۔ مذہب اسلام نے یہ مہربانی کی کہ عورت ہونے کے ناطے سے زنانہ خدمات سرانجام دے اور اس کو مرد کے برابر عزت۔ بلکہ ماں ہونے کی حیثیت سے کچھ زیادہ ہی عزت کے مستحق ہوئی۔ اب آپ کہیں گے کہ یہ چیز ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے؟ آپ چاہتے ہیں کہ عورت ماں بھی بنے، دکاندار بھی بنے، جج بھی بنے، آفیسر بھی بنے اور پھر ناچے بھی گائے بھی اور عورت کھلونے کی طرح مردوں کے دل بھی بہلائے۔

آپ کو اس صنف نازک پر اتنا بوجھ رکھنے کی فکر ہے کہ وہ کسی کام کو بھی مکمل اور پوری طرح نہیں کر سکتی۔ آپ اس کے حوالے ایسا کام کرنا چاہتے ہیں جس کے لئے وہ پیدا ہی نہیں کی گئی۔ آپ اسے اس میدان میں گھسیٹ رہے ہیں جہاں وہ عورت ہونے کے ناطے مرد کا مقابلہ ہی نہیں کر سکتی۔ جہاں مرد ہمیشہ اس سے سبقت لے جائے گا اور عورت کو اگر داد بھی ملے گی تو صنف نازک کی رعایت سے ملے گی۔ یہ بات تمہارے پاس ترقی کے لئے ضروری ہے اور خاندان کی اہمیت آپ نے ”ترقی“ کے جوش میں بھلا دی ہے۔

حقیقت میں یہ وہ کارخانے ہیں جہاں ”انسان“ تیار ہوتے ہیں۔ انسان کی صحیح تربیت ہوتی ہے۔ یہ کارخانے جوتے اور ہتھیار بنانے سے بدرجہا بہتر ہیں۔ ان کارخانوں میں جس قابلیت مہارت اور سوچ کی ضرورت ہے۔ وہ قدرت نے سب سے زیادہ عورت کو عطاء کئے ہیں۔ وہ سب صلاحیتیں خالق کائنات نے عورت کو عنایت کی ہیں۔ ان کارخانوں میں کتنے ہی کام ہیں۔ اگر کوئی ایمانداری اور فرض شناسی سے اس کو ادا کرنا چاہئے جیسا اس کا حق ہے تو اسے سر اٹھانے کی بھی فرصت نہ ملے۔ اس کے علاوہ ان کارخانوں کو جتنا زیادہ قابلیت، سوچ بچار اور حکمت عملی سے چلایا جائے اتنے ہی اعلیٰ درجے کے انسان تیار ہو سکتے ہیں۔ ان کارخانوں کو اطمینان، آرام اور اعتماد کے ساتھ چلانے کے لئے اسلام نے ”پردہ“ کا ڈسپلن قائم کیا ہے۔ تاکہ عورت یہاں یکسوئی کے ساتھ اپنا کام بھاسکے اور اس کا دماغ غلط اطراف نہ جائے اور مرد بھی اچھی طرح اطمینان سے زندگی کے اس شعبے کو اس کے حوالے کر دیں۔

ابھی آپ ترقی کی خاطر اس ڈسپلن کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے ختم کرنے کے بعد دو کاموں میں سے ایک کام بہر حال تمہیں کرنا پڑے گا یا تو عورت کو ہندو تہذیب یا قدیم عیسائی تہذیب اور یہودی تہذیب کی پیروی کرتے ہوئے غلام بنادو۔ تاکہ خاندانی نظام درہم برہم نہ ہو۔ یا پھر اس بات کے لئے تیار ہو جاؤ کہ انسان بنانے والے کارخانے تباہ اور برباد ہو جائیں۔ اس کی جگہ جوتے اور ہتھیار بنانے کے کارخانے آباد ہو جائیں۔ میں آپ کو واضح طور پر بتانا چاہتی ہوں کہ اس بات کا کوئی امکان نہیں کہ عورت کو اسلام نے جو بھی قانونی اور معاشی حقوق دیئے ہیں۔ ان کی بجائے آپ اسلام کا قائم کیا ہوا ڈسپلن توڑ دیں اور اس کے باوجود آپ کا خاندانی نظام تباہ ہونے سے بچ جائے۔ بہر حال ترقی کا جو معیار آپ کے سامنے ہے۔ اس کو سامنے رکھتے ہوئے سوچ لیں کہ آپ کیا کھونا اور کیا حاصل کرنا چاہتے ہو۔

”ترقی“ بہت ہی وسیع لفظ ہے۔ اس کا کوئی ایک مقرر کیا ہوا مفہوم نہیں ہے۔ مسلمان کسی زمانے میں بنگال سے لے کر اٹلانٹک سمندر تک حکمران رہے ہیں۔ سائنس اور فلسفہ میں وہ دنیا کے معلم تھے۔ تہذیب اور تمدن میں کوئی بھی قوم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ معلوم نہیں کہ اس چیز کا نام ڈکشنری میں ترقی ہے یا نہیں؟۔ اگر وہ ترقی تھی تو میں عرض کروں گی کہ وہ ترقی اس معاشرے نے کی تھی جس میں پردہ کا رواج تھا۔

تاریخ اسلام میں بڑے بڑے اولیاء اللہ، مفکرین، علماء، محدثین، مصنفین، فاتحین، حکیموں اور مجاہدوں کے ناموں سے بھری پڑی ہے۔ وہ عظیم الشان انسان باپردہ ماؤں کی گود میں بڑے ہوئے تھے اور باپردہ ماؤں نے ان کی تربیت کی تھی۔ خود عورتوں میں بھی بڑی بڑی عالمہ اور فاضلہ عورتوں کے نام ہمیں اسلامی تاریخ میں ملتے ہیں۔ وہ کتنے ہی علوم، فنون اور ادب میں بڑی مہارت رکھتی تھیں۔ پردہ نے ان کو تو اس ترقی سے نہیں روکا تھا۔ اب بھی اگر ہم اس قسم کی ترقی کرنا چاہیں تو باپردہ ہم ترقی کر سکتی ہیں۔ لیکن اگر کسی کے خیال میں ترقی صرف وہی ہے جو مغرب والوں نے کی ہے تو انہوں نے تو اخلاق اور خاندانی نظام کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔

مغرب عورت کو اس کے کام کی جگہ سے نکال کر مرد کی جگہ لے آیا ہے۔ اسی طرح اس نے اپنے کارخانوں اور کاروبار کو چلانے کے لئے دھننے کارکن تو حاصل کر لئے اور ظاہری طور پر بڑی ترقی بھی کر لی۔ لیکن گھریلو اور خاندان کے نظام کو تباہ کر دیا۔ آج بھی وہاں اگر جو گنتی کے گھر آباد ہیں۔ وہ صرف گھر میں رہنے والی عورتوں کی وجہ سے آباد ہیں۔ مردوں کے ساتھ مل کر کام کرنے والی عورتیں کہیں بھی گھریلو نظام نہیں چلا سکتیں اور نہ ہی ان میں یہ صلاحیت ہے۔ اب ان کے نکاح طلاق پر ختم ہو رہے ہیں۔ ان کے معصوم بچے تباہ ہو رہے ہیں۔ ان کی اگر آرام اور سکون کے لئے جگہ ہے تو کلب یا ہوٹل میں۔ گھر ان کے لئے آرام کی جگہ نہیں رہے اور اپنے پیچھے کام کاج چلانے کے لئے بہترین انسان تیار کرنے کا کام انہوں نے چھوڑ دیا ہے۔ اب اگر کوئی اس ترقی پر ناز کرتا ہے تو بھلے ناز کرے۔

ختم نبوت لائبرز فورم پاکستان

جناب چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج لاہور نے توہین قرآن کے مقدمہ میں ملوث ملزم عبدالصمد ولد احسان محمد کو جرم ثابت ہونے پر سزائے عمر قید کا حکم سنایا۔ توہین قرآن کا مقدمہ زیر دفعہ ۲۹۵/بی، تعزیرات پاکستان کے تحت تھا نہ تو لکھا لاہور میں میاں وہاب الدین نے درج کروایا تھا۔ استغاثہ کے مطابق ملزم عبدالصمد نے حافظ ہوٹل واقع لاہور ریلوے اسٹیشن کے کمرہ نمبر دوسو چھ کرایہ پر حاصل کیا اور وقوعہ کے روز مدعی مقدمہ معہ گواہان پر کمروں کے چیکنگ پر آئے تو کمرہ نمبر دوسو چھ کے مسافر عبدالصمد نے قرآن پاک کا شہید شدہ نسخہ کمرہ کی ٹیبل پر رکھا ہوا تھا جس میں سو کے قریب صفحات جملے ہوئے تھے۔ فاضل عدالت نے ملزم پر فرد جرم عائد کرنے کے بعد مدعی مقدمہ و گواہان کی شہادتیں ریکارڈ کرنے کے بعد استغاثہ کے وکلاء ختم نبوت لائبرز فورم کے صدر غلام مصطفیٰ چوہدری، طاہر سلطان کھوکھر، غلام مجتبیٰ چوہدری، عامر لطیف سبحانی کے دلائل سننے اور گواہان کے بیانات سننے کے بعد جرم ثابت ملزم عبدالصمد عمر قید کی سزا کا حکم سنایا۔

بے پردہ عورت کی سزا

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میں اور میری بیوی حضرت فاطمہؓ الزہراءؓ دونوں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے آپ ﷺ کو روتے دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ ﷺ کیوں رورہے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے علیؓ میں نے معراج کی رات میں اپنی امت کی عورتوں کو دیکھا کہ ان کو مختلف طریقوں سے عذاب دیا جا رہا ہے۔ آج مجھے وہ منظر یاد آیا تو شفقت اور رحمت کی وجہ سے مجھے رونا آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

پہلی عورت کو دیکھا کہ اس کو سر کے بالوں کے ساتھ الٹا لٹکایا گیا ہے اور اس کا دماغ اٹل رہا ہے۔
دوسری عورت کو دیکھا کہ اس کو زبان کے ذریعہ الٹا لٹکایا گیا ہے اور گرم پانی اس کے حلق میں اٹھایا جا رہا ہے۔
تیسری عورت کو دیکھا کہ اس کے دونوں پاؤں کو اس کی چھاتیوں کے ساتھ اور دونوں ہاتھوں کو اس کی پیشانی کے ساتھ باندھا گیا ہے۔

چوتھی عورت کو دیکھا کہ اس کے پستانوں کے ذریعہ اسے الٹا لٹکایا گیا ہے۔
پانچویں عورت کو دیکھا کہ اس کا سر سور کے سر کی مانند ہے۔ جب کہ بقیہ جسم گدھے جیسا ہے۔
چھٹی عورت کو دیکھا کہ اس کی شکل کتے جیسی ہے اور آگ اس کے منہ میں داخل ہوتی ہے اور اس کے پاخانے کے راستے سے باہر نکلتی ہے۔ فرشتے آگ کے بنے ہوئے گرزوں سے اسے سر پر چوٹ لگا رہے ہیں۔
یہ سن کر حضرت فاطمہؓ کھڑی ہو گئیں اور عرض کیا کہ اے میرے پیارے ابو جان میری آنکھوں کی ٹھنڈک ان عورتوں نے کیا گناہ کئے تھے۔ جس کی وجہ سے اتنی سزا دی جا رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ پہلی عورت جسے سر کے بالوں سے باندھ کر لٹکایا گیا تھا وہ مردوں سے اپنے بالوں کو نہ چھپاتی تھی۔ (نگے سر کو چہ و بازار میں پھرنے کی عادی تھی) دوسری عورت جسے زبان کے ذریعہ لٹکایا گیا تھا اس کا قصور یہ تھا کہ وہ اپنے شوہر کو ایذا دیتی تھی۔ (اس کے سامنے زبان درازی کی عادی تھی) تیسری عورت جس کو پستان کے ذریعہ لٹکایا گیا تھا وہ بدکار عورت تھی جو غیر مردوں سے زنا کی مرتکب ہوتی تھی۔ چوتھی جس کے دونوں پاؤں چھاتی سے اور دونوں ہاتھ پیشانی سے باندھ دیئے گئے اور اس پر سانپ بچھو چھوڑ دیئے گئے وہ عورت حیض اور جنابت کے بعد اچھی طرح فرض غسل سے اپنے بدن کو پاک صاف نہیں کرتی تھی اور نماز کا مذاق اڑاتی تھی۔ پانچویں عورت جس کا سر سور جیسا اور جسم گدھے جیسا تھا تو یہ عورت چغل خوری کرتی تھی اور جھوٹ بولتی تھی۔ چھٹی عورت جس کی شکل کتے جیسی تھی اور آگ اس کے منہ میں داخل ہو کر پاخانے کے راستے نکلتی تھی تو یہ عورت وہ تھی جو حسد کرتی تھی اور احسان جتلاتی تھی۔

(الکبائر للذہبی ص ۱۷۷، بحوالہ حیا اور پاکدامنی ص ۱۱۷، ۱۱۸، مولانا طاہر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ)

ایک ہفتہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے دلیں میں

مولانا اللہ وسایا

قسط نمبر: 7

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے مختصر حالات

محلہ مہدیاں کی اس مسجد میں جس کے متصل حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا خاندان مدفون ہے۔ اس ہال میں جہاں یہ مزارت مقدسہ ہیں۔ اس کے مین دروازہ کے متصل ہی دائیں جانب حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی مزار مبارک ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ، حضرت شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ کے صاحبزادہ ہیں۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے دوسرے بھائی کا نام شاہ اہل اللہ تھا۔ جن کی قبر مبارک بھلہٹ میں ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی بدھ کے دن ۳ ر شوال ۱۱۱۳ھ میں پیدائش ہوئی۔ آپ ننہال کے قصبہ بھلہٹ میں پیدا ہوئے۔ اس وقت آپ کے والد گرامی کی عمر ساٹھ سال تھی۔ حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے خواب میں بشارت دی کہ آپ کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ اس کا نام میرے نام پر قطب الدین رکھنا۔ چنانچہ آپ کا نام قطب الدین بھی رکھا گیا اور ولی اللہ بھی۔ لیکن دوسرے نام نے زیادہ شہرت حاصل کی۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ سات سال کے تھے کہ تہجد میں والدین کے ساتھ شریک ہوتے اور دعا کے لئے جب نغمے منھے ہاتھ والدین کے ساتھ اٹھتے تو جو ماحول بن جاتا وہ والدین کی ہزاروں راحتوں کا باعث ثابت ہوتا ہوگا۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ پانچ سال کے ہوئے تو کتب میں داخل کئے گئے۔ سات سال کی عمر میں آپ پختہ نمازی ہو چکے تھے۔ فارسی، عربی کی ابتدائی کتب سات سال کے عرصہ میں آپ پڑھ چکے تھے۔ دس سال کی عمر میں کافیہ، شرح جامی جہاں کھل ہو گئیں تھیں وہاں مطالعہ کی مدد سے کتابوں کو حل کرنے کی استعداد بھی پیدا ہو چکی تھی۔ چودھویں سال میں بیضاوی شریف آپ پڑھ چکے تھے۔ پندرہویں سال کی عمر میں مشکوٰۃ شریف، مدارک، بیضاوی اور شمائل ترمذی پڑھ چکے تھے۔ فقہ میں شرح وقایہ، ہدایہ، اصول فقہ میں حسامی، توضیح مکتوب، منطق میں ہمسہ شرح تہذیب، مطالعہ علم الکلام میں شرح عقائد، شرح مواقف، شرح خیالی، سلوک میں عوارف اور رسائل نقشبندیہ، حقائق میں شرح رباعیات جامی رحمہ اللہ اور لواحق، مقدمہ شرح اللمعات، طب میں معجز، فلسفہ میں شرح ہدایہ الحکمت، معانی میں مطول، مختصر معانی حاشیہ ملا زادہ، ہندسہ اور حساب میں مختصر رسائل آپ نے اس عرصہ میں والد گرامی کے ہاں پڑھ لئے۔ بارہویں صدی میں ملا نظام الدین سہالوی فرنگی مٹلی نے جو حضرت شاہ ولی اللہ کے کبیر السن ہم عصر تھے۔ انہوں نے درس نصاب میں بہت اضافے کئے۔ صرف ونحو، منطق، فلسفہ، ریاضی، بلاغت اور علم کلام کی بہت کتب کا اضافہ ہوا۔ یہی درس نظامی اس وقت کسی نہ کسی شکل میں ہمارے قدیم مدارس میں رائج ہے۔ ملا نظام الدین کا ۱۱۶۱ھ میں حضرت شاہ صاحب کے وصال سے پندرہ سال قبل وصال ہوا۔ شاہ ولی اللہ کی یہ تمام تعلیم و تربیت والد گرامی کی زیر سرپرستی ہوئی۔ والد گرامی آپ کی اتنی نگرانی فرماتے تھے کہ حیرت ہوتی ہے۔ ایک واقعہ

پیش نظر رہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اپنے اعزہ ہم عمروں کے ساتھ باغ کی سیر کو گئے۔ دیر سے واپس آئے تو والد گرامی نے فرمایا ولی اللہ! تم نے آج اس سیر سے کیا کمایا جو آپ کے ساتھ آگے بھی جائے گا؟ ہمیں دیکھو۔ جتنا وقت تم نے بھولیوں کے ساتھ خرچ کیا اتنے وقت میں ہم نے اتنے ہزار درود شریف پڑھ لیا۔ اتنی تلاوت کی، اتنا ذکر کیا۔ بتائیے کون فائدے میں رہا؟ عظیم باپ کی عظیم بیٹی کو یہ نصیحت ایسے کام کر گئی کہ ہمیشہ کے لئے سیر سپاٹا سے حضرت شاہ ولی اللہ کی طبیعت سیر ہو گئی۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے چودہ سال کی عمر میں والد گرامی کی بیعت کی۔ انہوں نے آپ کو سلسلہ نقشبندیہ کے معمولات کی مشق کرائی۔ توجہ و تحقیق اور اسباق تصوف مکمل ہوئے تو والد گرامی نے انہیں خرقہ خلافت سے بھی سرفراز کیا۔ بیعت و ارشاد کی اجازت کے وقت والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم نے اپنے بیٹے شاہ ولی اللہ کے متعلق فرمایا۔ یدہ کیدی کہ ان کا ہاتھ میرے ہاتھ کی مانند ہے۔

شاہ ولی اللہ کی عمر مبارک چودہ سال کی تھی کہ آپ کی شادی ماموں جان شیخ عبید اللہ صدیقی کی صاحبزادی سے کر دی گئی۔ سرال والوں نے مہلت کا تقاضہ کیا تو شاہ عبدالرحیم نے باصرار و ہتکار شادی فوری کر دی۔ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ شادی کے ہو جانے کے چند دنوں بعد میری خوشدامن کا، تھوڑے دنوں بعد ثانی کا، پھر چچا زاد بھائی، پھر پہلی والدہ، والدہ صلاح الدین کا وصال ہو گیا۔ اب سمجھ میں آیا کہ والد گرامی نے جلدی سے شادی کیوں کرادی۔ اگر اس وقت سرال والوں کی طلب مہلت پر مہلت دے دی جاتی تو پھر والد صاحب کی زندگی میں شادی نہ ہو پاتی۔ اس لئے کہ ان تین سالوں میں یہ وفیات ہوئیں اور پھر والد گرامی شاہ عبدالرحیم کا وصال ہو گیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب کی اس پہلی شادی سے آپ کے ایک صاحبزادے ہوئے۔ جن کا نام محمد رکھا گیا۔ اسی بیٹے کی مناسبت سے شاہ ولی اللہ کنیت ابو محمد کا استعمال میں لاتے۔ اپنے بیٹے شیخ محمد صاحب کو اور اپنی دوسری اہلیہ سے بڑے بیٹے شاہ عبدالعزیز کو ایک ساتھ پڑھانے کا تذکرہ ملتا ہے۔ شائل ان دونوں حضرات نے ایک ساتھ پڑھی۔ شیخ محمد اپنے والد گرامی شاہ ولی اللہ کے وصال کے بعد قصبہ بڑہانہ میں منتقل ہو گئے۔ مدت العریضہیں رہے اور ۱۲۰۸ھ میں یہاں وصال فرمایا اور قصبہ کی جامع مسجد کے صحن میں مدفون ہوئے۔ شاہ عبدالعزیز اپنے اس بڑے بھائی شیخ محمد صاحب کا بہت احترام کرتے اور محبت فرماتے تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ کی پہلی اہلیہ جو شیخ محمد کی والدہ تھیں۔ ان کے وصال کے بعد سید ثناء اللہ پانی پتی کی صاحبزادی سے آپ نے عقد ثانی کیا۔ اس دوسری شادی سے بالترتیب شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر، شاہ عبدالغنی پیدا ہوئے۔ ہمارے مخدوم حضرت مولانا علی میاں نے دعوت و عزیمت کے حصہ پنجم ص ۱۰۷ پر ہند میں دین کی نشاۃ ثانیہ کے لئے ان چاروں بھائیوں کو ”ارکان اربعہ“ قرار دیا ہے۔ اس عقد ثانی سے حضرت شاہ ولی اللہ کی ایک صاحبزادی بھی تھیں جن کا عقد مولانا محمد عاشق پھلتی کے صاحبزادے مولانا محمد فائق سے ہوا۔ راقم نے کہیں پڑھا ہے کہ شاہ ولی اللہ کے چاروں صاحبزادوں کی پیدائش اسی ترتیب سے ہوئی جو فقیر نے اوپر بیان کی ہے۔ لیکن صاحبزادوں کی وفات میں ترتیب تو قائم رہی مگر الٹی۔ وہ یہ کہ سب سے پہلے سب سے چھوٹے بیٹے شاہ عبدالغنی کا وصال ہوا اور سب سے آخر میں سب سے بڑے بیٹے شاہ عبدالعزیز کا جا کر وصال ہوا۔ پیدائش کی ترتیب

اوپر عرض کی اب وفات کی ترتیب یوں ہے کہ شاہ عبدالغنی، شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالعزیز۔ دیکھئے! جو بیٹے پیدائش میں پہلے نمبر پر تھے وفات میں چوتھے نمبر پر رہے اور جو وفات میں چوتھے نمبر پر تھے وہ پیدائش میں پہلے نمبر پر ہو گئے۔ کہیں پڑھا ہے کہ پیدائش میں تو اللہ تعالیٰ نے ترتیب رکھی ہے کہ پہلے پردادا، پھر دادا پھر باپ پھر بیٹا پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن وفات میں ترتیب نہیں۔ جسے چاہیں حق تعالیٰ پہلے بلا لیں۔ پردادا موجود ہیں۔ مگر پڑپوتا جا رہا ہے۔ شاہ ولی اللہ کے چاروں صاحبزادوں کی آمد کی جو ترتیب تھی جانے کی وہ ترتیب قائم رہی لیکن الٹی، پتہ نہیں کہ میں اپنی بات سمجھا بھی پایا یا نہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ کی عمر مبارک سترہ سال کی تھی جب والد گرامی کا وصال ہوا۔ آپ نے بارہ سال والد گرامی کی مسند پر بیٹھ کر پڑھایا۔ عمر مبارک تیس سال کی ہو گئی کہ آپ نے حج کے لئے حجاز مقدس کا سفر کیا اور ایک سال سے زائد حجاز مقدس میں رہے۔ ۱۱۴۳ھ میں حج سے مشرف ہوئے۔ ۱۱۴۴ھ کا حج بھی کیا اور یہ عرصہ حجاز مقدس رہے۔ ۱۱۴۵ھ کے اوائل میں حجاز مقدس میں آپ نے شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم الکردی المدنی سے علم حدیث حاصل کیا۔ شیخ ابوطاہر فرماتے ہیں کہ میں شاہ ولی اللہ کو حدیث کے الفاظ پڑھاتا تھا اور وہ مجھے حدیث کے مطالب و معارف پڑھاتے تھے۔ فقیر کے خیال میں دنیائے درس و تدریس میں ایک استاذ کی اپنے شاگرد کے متعلق اتنی وقیع رائے ایک ریکارڈ ہے۔ جسے شاہ ولی اللہ نے قائم کیا اور شاید کوئی توڑ نہیں سکا۔ حضرت الکردی المدنی نے آپ کو سند حدیث کی اجازت دی اور خلافت سے بھی سرفراز کیا۔ رخصت کے وقت استاذ شاگرد دونوں ایک دوسرے سے اس طرح جدا ہوئے کہ دونوں زار و زار رو رہے تھے۔ رخصتی کے وقت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنے استاذ شیخ ابوطاہر سے عرض کیا کہ حضرت سوائے حدیث شریف کے آج تک جو میں نے پڑھا سب بھلا دیا ہے۔ یہ سن کر استاذ نے بہت ہی خوشی کا اظہار کیا۔ یہی وجہ ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حج سے جب واپس دہلی آئے تو یہی شان آپ میں نمایاں ہے کہ آپ نے صرف حدیث شریف کو ہی ورد جان و روح بنایا اور پھر اس شغف حدیث نے آپ کو یہ اعزاز بخشا کہ آپ ”مسند الہند“ کہلائے۔ آپ برصغیر پاک و ہند کے کسی کتب فکر کی سند حدیث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے واسطے کے بغیر آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی تک نہیں پہنچ پاتی۔ امام بخاری اور آپ کے درمیان تیرہ واسطے ہیں۔ یعنی حضرت شاہ ولی اللہ کے چودھویں استاذ حضرت امام بخاری ہیں۔ جیسا کہ مقدمہ صحیح بخاری ص ۱۲ سے ظاہر ہے۔ اس طرح حضرت امام ترمذی بھی آپ کے چودھویں استاذ ہیں۔ جیسا کہ ترمذی ج ۱ ص ۲ سے ظاہر ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اصول حدیث پر بحالہ نافذ نامی رسالہ لکھا۔ جس کی جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے استاذ الحدیث ڈاکٹر مولانا عبدالحلیم صاحب نے شرح لکھی ہے۔ اس میں حضرت شاہ ولی اللہ کی سند صحاح ستہ اور مؤطا و مشکوٰۃ تک کی تمام کتابوں کے جو جو رواۃ حدیث ہیں، نسب کا جامع تعارف لکھ دیا ہے جو لائق تحسین ہے۔ آپ نے اسلامیان پاک و ہند کے اردو زبان جاننے والوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ رجب ۱۱۴۵ھ میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلی پہنچے اور اسی سال رمضان شریف میں شیخ ابوطاہر الکردی المدنی نے مدینہ طیبہ

میں وصال فرمایا۔ گویا اپنے اساتذ کی آخری عمر کے علم کی دولت کا قدرت حق نے پورا حصہ شاہ ولی اللہ کو بخش دیا۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے حرمین شریفین میں شیخ تاج الدین حنفی مکی، شیخ عبداللہ بن سالم مصری، شیخ نجمی سے بھی اکتساب علم کیا۔ مؤخر الذکر اساتذ سے آپ نے مؤطا امام مالک، کتاب الاثار لامام محمد اور مسند دارمی پڑھیں۔ حدیث مسلسل بالاولیہ بھی ان سے سنی۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے شیخ محمد افضل سیالکوٹی سے بھی علم حدیث ہند دہلی میں پڑھا۔ آپ کے تمام اساتذہ کا تفصیلی ذکر خیر، شیخ عبدالحلیم چشتی کی کتاب سے باصرہ نواز ہوگا۔ حضرت مولانا علی میاں بیہ نے حضرت شاہ عبدالعزیز کے حوالہ سے تحریر کیا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ اشراق کے بعد سے دو پہر تک پڑھاتے تھے۔ اس دوران میں گویا روزانہ گھنٹوں نہ پہلو بدلتے تھے۔ نہ جسم کو کھلاتے تھے نہ تھوکتے تھے۔ ان کی اس ریاضت اور خدمت حدیث پر دل و جان فداء کرنے کو دل کرتا ہے۔ کیا ہی مقرب بارگاہ الہی لوگ تھے۔ سوچئے کہ فقیر آج ان کی مزار اقدس پر کھڑا ہے۔ آپ کی وفات ۲۹ محرم ۱۱۷۶ھ مطابق ۲۱ اگست ۱۷۶۲ء ہے۔ قبرستان محلہ مہندیاں میں مدفون ہیں۔ زہے نصیب! کہ فقیر کو اللہ رب العزت یہاں لائے۔ حق تعالیٰ بہت ہی جزائے خیر دیں مولانا فضل الرحمن کو کہ انہوں نے مجھ فقیر کی انگلی پکڑی اور کہاں سے یہاں پہنچا دیا۔ ان کے اس احسان کے میں تذکرے کیوں نہ کروں۔ کیا محسن کے احسان کو کوئی شریف آدمی بھول سکتا ہے؟

شاہ ولی اللہ بیہ کی تصانیف

(۱) فتح الرحمن (ترجمة القرآن فارسی)، (۲) فتح الخبیر، (۳) الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، (۴) مقدمة فی ترجمة القرآن، (۵) الهمعات، (۶) اللّمعات، (۷) التفہیمات الالہیہ، (۸) السطعات، (۹) حجة الله البالغہ، (۱۰) ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء، (۱۱) البدور البازعة، (۱۲) شفاء القلوب، (۱۳) الخیر الكثير، (۱۴) الانصاف فی بیان سبب الاختلاف (تاریخ فقہ)، (۱۵) سرور المحزون، (۱۶) فیوض الحرمین، (۱۷) انفاس العارفین، (۱۸) القول الجمیل، (۱۹) انسان العین فی مشائخ الحرمین، (۲۰) قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین، (۲۱) عقد الجید فی احکام التقلید، (۲۲) الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین، (۲۳) اللاتباہ فی سلال اولیاء اللہ، (۲۴) المسوی شرح مؤطا (بزبان عربی)، (۲۵) المصفی شرح مؤطا (بزبان فارسی)، (۲۶) النوادر من احادیث سید الاول والالاخر، (۲۷) تاویل الاحادیث، (۲۸) شرح تراجم ابواب بخاری، (۲۹) الطاف القدم، (۳۰) المقالة الوضیة فی النصیحة، (۳۱) المقدمة السنیة فی انتصار الفرقہ السنیہ، (۳۲) الزہراوین، (۳۳) وحدة الوجود والمشہود (رسالہ)، (۳۴) الجزء اللطیف (موانع عمری)، (۳۵) قصص الانبیاء، (۳۶) وصیت نامہ، (۳۷) چہل حدیث۔

حضرت شاہ ولی اللہ کی تصنیفات کی یہ فہرست شیخ محمد اکرام نے ”رود کوثر“ میں دی ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی نے آپ کی کتب کی تعداد ۲۶۶ عدد کی فہرست دی ہے۔ کوئی اللہ کا بندہ حضرت شاہ ولی اللہ کی تصنیفات کو

کلیات کی شکل میں مذہن کر کے شائع کر دے۔ اصح المطالع کے کسی نسخہ کا رسائل شاہ ولی اللہ کے نام سے مولانا علی میاں نے ذکر کیا ہے۔ لیکن اس میں کتنے رسائل ہیں۔ اگر وہ نایاب نہیں ہوگا تو کیا ب ضرور ہے۔ کیا کروں یہاں پر دل بہت بچ رہا ہے کہ جو کام کرنے کے ہیں۔ ان پر ہمارے اہل علم کیوں توجہ نہیں فرماتے۔ کیا شاہ ولی اللہ، مولانا محمد قاسم نانوتوی کے علوم کی تسہیل و اشاعت کوئی کام نہیں؟ ہے اور ضرور ہے مگر کون؟

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے مختصر حالات

اسی ہال قبور خاندان شاہ ولی اللہ میں ایک قبر مبارک حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ہے۔ آپ حضرت شاہ ولی اللہ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ شاہ عبدالعزیز ۲۵ رمضان المبارک ۱۱۵۹ھ مطابق ۳۱ ستمبر ۱۷۴۶ء کو پیدا ہوئے۔ آپ نے دس سال کی عمر میں حفظ قرآن مجید، قاری، ابتدائی صرف و نحو مکمل کر لی تھی۔ گیارہویں برس میں عربی کتب کی تعلیم شروع کی۔ پندرہویں سال میں جملہ علوم رسمہ سے فارغ ہو گئے۔ عقلی علوم اپنے والد گرامی کے شاگردوں سے پڑھے۔ حدیث و فقہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ سے پڑھی۔ ابھی سترہ برس کے تھے کہ والد صاحب کا وصال ہو گیا۔ عجیب اتفاق ہے کہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی عمر بھی ۷۷ برس تھی جب آپ کے والد شاہ عبدالرحیم کا وصال ہوا۔ والد کے وصال کے بعد شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے اپنے والد کی مسند حدیث کو رونق بخشی۔ اسی طرح شاہ عبدالعزیز نے والد کے وصال کے بعد اپنے والد شاہ ولی اللہ اور دادا شاہ عبدالرحیم دونوں کی مسند حدیث کو رونق بخشی۔ کہتے ہیں شاہ عبدالعزیز کو چھ ہزار حدیثوں کے متن یاد تھے۔ شاہ عبدالعزیز کو بیس علوم پر دسترس حاصل تھی۔ سرسید احمد خان نے آثار الصناوید میں آپ کو اعلم العلماء اور افضل المحدثین ایسے القابات سے یاد کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ شاہ عبدالعزیز کے شاگردوں میں آپ کے بھائی شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر، شاہ عبدالغنی اور نواسے شاہ محمد اسحاق، بھتیجے شاہ مخصوص اللہ بن شاہ رفیع الدین، دوسرے بھتیجے شاہ محمد اسماعیل شہید بن شاہ عبدالغنی، نواسے مولوی محمد یعقوب، مفتی صدر الدین، شیخ احمد سعید بن ابوسعید العمری، مولانا مفتی الہی بخش کاندھلوی ایسے سینکڑوں علماء شامل ہیں۔ ڈپٹی نذیر احمد دہلوی نے لکھا ہے کہ ”اس خاندان نے تو تمام ہندوستان میں اسلام کی وہ خدمت کی کہ بس خدایا ان کی داد دے گا۔ میرا اپنا عقیدہ تو یہ ہے کہ ان بزرگوں نے ہندوستان میں اسلام کے حق میں ایسا کام کیا ہے جیسا عرب میں اسلام کے حق میں مہاجرین و انصار نے کیا تھا۔“ (پچھڑ ڈپٹی ج ۲ ص ۲۷)

تراجم قرآن اور خاندان ولی اللہ رحمہ اللہ

ہند میں مقبول اور قدیم تین ترجمے ہیں۔ پہلا ترجمہ فارسی زبان میں جو حضرت شاہ ولی اللہ نے فرمایا۔ حضرت شاہ ولی اللہ کی احادیث و تفسیر پر نظر تھی۔ اس لئے فارسی کا ترجمہ سب سے زیادہ مستند ہے۔ دوسرا ترجمہ اردو زبان میں حضرت شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ کا ہے اور تیسرا ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ کا ہے۔ خاندان ولی اللہ کے علمی احسانات سے زمین ہند زیر بار ہے۔ فقیر راقم عرض گزار ہے کہ خاندان ولی اللہ کی تراجم قرآن مجید کی خدمت ہی وہ عظیم احسان ہے کہ رہتی دنیا تک اس خطہ کے مفسر و مترجم ان کے زیر بار رہے اور رہیں گے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز کی تصنیفات میں: ۱..... تفسیر عزیزی سورۃ بقرہ کا سوا پارہ اور تیسویں پارے کی فارسی میں تفسیر ہے۔ ۲..... بستان المحدثین، کتب حدیث اور محدثین کے تعارف پر مشتمل ہے۔ فارسی میں ہے۔ اس کا ترجمہ دارالعلوم دیوبند کے استاذ الحدیث حضرت مولانا عبدالسیح بیہ نے کیا ہے۔ ۳..... تحفہ اثناء عشریہ، یہ فارسی میں تھی۔ ۱۲۰۴ھ میں تصنیف فرمائی اور رد ورفض پر بہترین کتاب ہے۔ ۴..... فتاویٰ عزیزی، دو جلدوں میں ہے۔ فارسی میں ہے۔ حضرت شاہ صاحب بیہ کے فتاویٰ جمع کئے گئے ہیں۔ ۵..... عجائب ناقصہ، یہ اصول حدیث پر بہترین رسالہ ہے۔ آپ کے شاگرد مولانا قمر الدین صاحب بیہ نے سند حدیث کی اجازت چاہی۔ آپ نے اس پر یہ رسالہ لکھ دیا۔ فارسی متن کا ترجمہ اور تشریحی مباحث پر مشتمل ۶۷۲ صفحات پر مشتمل شرح و مقدمہ حضرت ڈاکٹر عبداللطیف صاحب چشتی استاذ الحدیث جامعہ العلوم الاسلامیہ نے قابل تقلید اور مثالی کوشش کر کے اسے زندہ جاوید بنا دیا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب بیہ کا فتویٰ جہاد اس کے اثرات، نتائج و عواقب کے لئے دفتر درکار ہے۔ آپ کا وصال ۹ شوال ۱۲۳۹ھ مطابق ۶ جون ۱۸۲۴ء کو ہوا۔ اپنے والد گرامی کے قدموں میں محو استراحت ہیں۔ زہے نصیب کہ چند لمحات آپ کے قدموں میں کھڑے ہونے کو فقیر کو بھی میسر آئے۔

حضرت شاہ رفیع الدین بیہ کے مختصر حالات

حضرت شاہ ولی اللہ بیہ کے دوسرے صاحبزادے حضرت شاہ رفیع الدین بیہ ۱۹/ ذی الحجہ ۱۱۶۳ھ مطابق ۱۹ نومبر ۱۷۵۰ء کو منگل کے روز پیدا ہوئے۔ ۱۳ سال کی عمر تک اپنے والد گرامی حضرت شاہ ولی اللہ سے تعلیم حاصل کی۔ والد صاحب بیہ کے وصال کے بعد باقی تعلیم برادر بزرگ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب بیہ سے حاصل کی۔ زہد و تقویٰ میں اپنے خاندان کے بزرگوں کی روایات کے امین تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز بیہ آپ پر بڑا اعتماد کرتے تھے۔ بہت سے تعلیمی امور میں برادر گرامی کے آپ دست و بازو تھے۔ آپ کا علمی کارنامہ جسے رہتی دنیا تک اسلامیان ہند بھلا نہ پائیں گے۔ وہ قرآن مجید کا اردو زبان میں ترجمہ ہے۔ آپ نے ترحیب الفاظ کو ترجمہ میں بھی ملحوظ رکھا۔ ایک آیت کا ترجمہ اس کے نیچے لکھا جائے تو ہر لفظ و حرف کا ترجمہ متن کے مقابلہ میں ٹھیک نیچے لکھا موجود پاؤ گے۔ یہ خوبی اتنی بڑی ہے کہ اہل علم ہی اس کی اہمیت جانتے ہیں۔ قدر زردگر بداند قدر جو ہر جوہری! ظاہر ہے کہ جب تحت اللفظ ترجمہ ہوگا تو وہ گلغلیہ نہیں ہو سکتا۔ اس ترجمہ کی یہ بھی خوبی ہے کہ حضرت شاہ رفیع الدین بیہ دہلی کے تھے۔ اردو زبان کے لئے ان کی بولی سند کا درجہ رکھتی ہے۔ حضرت شاہ رفیع الدین بیہ کے فرط ادب کا خیال فرمایا جائے کہ آپ ترجمہ میں لفظی تقدیم و تاخیر سے ایسے دور رہے جیسے پاکباز لوگ گناہ سے دور رہتے ہیں۔ ان کی یہ احتیاط قابل تحسین ہے۔ ان اگلوں کی ان احتیاطوں نے قرآن مجید کو محفوظ رکھنے میں کردار ادا کیا۔ ورنہ تو تورات و انجیل جیسا قرآن مجید کا حال ہو جاتا۔ (لیکچر ڈپٹی نذیر احمد دہلوی ج ۱ ص ۲۵ تا ۲۷) ترجمہ قرآن مجید کے علاوہ (۲) رسالہ علامات قیامت۔ (۳) رسالہ تاریخ۔ (۴) رسالہ عروض۔ (۵) دفع الباطل۔ (۶) اسرار الحجۃ آپ کے یادگار رسائل ہیں۔

آپ کے متعلق آپ کے بڑے بھائی اور استاذ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے شاہ ابوسعیدؒ رائے بریلی کو خط تحریر کیا کہ: ”رفیع الدین بفضل الہی تحصیل علوم سے فارغ ہو گئے اور مجلس علماء و فقراء میں ان کے سامنے ان کی دستاویز باندھی گئی اور درس کی اجازت دے دی گئی۔ الحمد للہ! بہت سے طلباء ان سے مستفید ہو رہے ہیں۔“ جب آپ تدریس کی مسند پر رونق افروز ہوئے آپ کی عمر چودہ پندرہ برس تھی۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے اپنے عوارض کے باعث جب تدریس کو خیر باد کیا تو مدرسہ رحیمیہ کے صدر نشین حضرت شاہ رفیع الدینؒ قرار پائے۔ تقریباً چوں سال آپ نے درس و تدریس کی خدمات سرانجام دیں۔ سلسلہ درس و تدریس ۱۱۷۹ھ سے آپ کی وفات ۱۲۳۳ھ تک جاری رہا۔ فرمائیے! حساب صحیح عرض کیا کہ نہیں؟ آپ کا وصال ۳ شوال ۱۲۳۳ھ جو مطابق ۱۹ اگست ۱۸۱۸ء کو ہوا۔ یہ بھی اپنے والد گرامی حضرت شاہ ولی اللہ کے پاکستی کی جانب نحو استراحت ہیں۔ ان کے قدموں میں چند ساعات گزارنے کی حق تعالیٰ نے سعادت سے سرفراز فرمایا۔

کاروان ختم نبوت گوجرخان

۱۲۷۷ء کو جامع مسجد امیر حمزہؒ بڑکی جدید میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا درس قرآن ترتیب دیا گیا۔ قاری محمد امجد خلیب جامع مسجد امیر حمزہؒ نے اس سلسلہ میں بہت کوششیں کیں۔ مولانا شجاع آبادی اپنی علالت کی وجہ سے تشریف نہ لاسکے۔ ان کے متبادل مولانا محمد طیب فاروقی مبلغ اسلام آباد نے درس دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے حسنات قبول فرمائے۔ آمین! ۱۱۱ برس کو مولانا عزیز الرحمن ثانی نے گوجرخان کا تبلیغی دورہ کیا۔ حضرت بذریعہ ٹرین لاہور سے تشریف لائے۔ کچھ دیر آرام کیا۔ پھر صدر اہل سنت والجماعت گوجرخان قاری فضل کریم کے ہمراہ نواحی قصبہ بوکڑہ تشریف لے گئے۔ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور ہماری ذمہ داری کے عنوان سے مولانا عزیز الرحمن ثانی نے بیان فرمایا۔ اس عنوان سے منعقد ہونے والا یہ اس علاقہ میں پہلا باقاعدہ پروگرام تھا۔ چنانچہ لوگوں نے بہت توجہ اور اظہار کے بیان سنا۔ جمعہ کے بعد حضرت قاضی صاحب کے ہاں کھانے کا اہتمام تھا۔ کھانے کے بعد مولانا عزیز الرحمن ثانی صاحب گوجرخان تشریف لائے۔ عصر کی نماز قرمبی جامع مسجد مدینہ میں ادا کی اور بعد نماز یہاں کے خطیب اور جمعیت علماء اسلام گوجرخان کے امیر قاری ریاض عثمانی کے ساتھ باہمی دلچسپی اور جماعتی سرگرمیوں پر گفت و شنید ہوئی۔ عصر کے بعد گوجرخان کے بڑے قصبہ دولہالہ میں مقامی عالم دین مولانا مفتی حسن نواز جنجوعہ کے ترتیب دئے گئے پروگرام میں شرکت کے لئے روانگی ہوئی۔ الحمد للہ! اس علاقہ میں بھی یہ ختم نبوت کے عنوان سے پہلا پروگرام تھا۔ مفتی حسن نواز جنجوعہ نے تمام مساجد میں اعلانات، ملاقاتیں، علماء کو خصوصی دعوتیں، غرض اس پروگرام کے لئے بہت محنت فرمائی۔ مغرب کے بعد مولانا عزیز الرحمن ثانی نے نہایت علمی بیان، جذباتی انداز میں فرمایا۔ یہ دونوں پروگرام گوہر شاعی ملھون کے آبائی علاقہ کے قریب تھے۔ چنانچہ اس فتنہ کی طرف بھی علماء کی توجہ دلائی گئی۔ قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کی دعوت بھی دی گئی۔ اس موقع پر حاضرین کی جذباتی کیفیت دیدنی تھی۔ اللہ رب العزت ان تمام پروگراموں کے اہتمام کرنے والے حضرات کی کوششوں کو قبول فرمائے۔ آمین!

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے خطابی زندگی کا آغاز امرتسر کی ایک مسجد سے ۱۹۱۶ء میں کیا۔ رسوم و بدعات کے خلاف تبلیغ شروع کی اور دیکھتے دیکھتے آپ کی مسجد عوام و خواص کا مرکز بن گئی۔ ۱۹۱۹ء میں جب تحریک خلافت شروع ہوئی تو حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ نے سیاسی زندگی کا آغاز تحریک خلافت سے کیا اور چند دنوں میں علاقہ بھر ہی نہیں بلکہ ملکی سطح پر لیڈر بن گئے۔ علمائے کرام اور سیاسی طبقہ میں رسوخ حاصل کر لیا۔ مولانا محمد علی جوہر رحمہ اللہ اور مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ جیسے بلند پایہ خطیبوں کو حضرت شاہ جی رحمہ اللہ کی خطابت کا لوہا مانا پڑا۔

مجلس احرار اسلام کا قیام

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کے مشورہ سے جناب چوہدری افضل حق رحمہ اللہ، مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی رحمہ اللہ، مولانا ظفر علی خان رحمہ اللہ کی سرکردگی اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی صدارت میں قوم پرست علمائے کرام کا اجلاس منعقد ہوا۔ تاکہ بدیشی حکمرانوں سے گلو خلاصی کے لئے مسلمانوں میں حریت پسند تنظیم معرض وجود میں لائی جائے۔ چنانچہ ۱۹ ستمبر ۱۹۲۹ء کو لاہور میں آل انڈیا مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی گئی۔ اس اجلاس میں حضرت شاہ جی رحمہ اللہ نے جداگانہ حقوق اور انتخابات اور جداگانہ تنظیم کے نام سے عوام کو تعاون کی دعوت دی۔ چنانچہ تشکیل جماعت کے پونے دو سال بعد جولائی ۱۹۳۱ء کو حبیبیہ ہال لاہور میں نئی فعال 'مخلص' انقلابی اور اسلامی جماعت کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت چوہدری افضل حق رحمہ اللہ نے کی۔ حضرت شاہ جی رحمہ اللہ کو اس کا پہلا صدر منتخب کیا گیا۔ حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کا بیعت کا پہلا تعلق مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ سے تھا۔ حضرت گولڑوی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمہ اللہ سے منسلک ہو گئے اور حضرت رائے پوری رحمہ اللہ سے اتنا تعلق بڑھا کہ شیخ مرید کے گردیدہ ہو گئے۔

شاہ جی رحمہ اللہ ایک انقلابی رہنما

حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ وہ انقلابی رہنما تھے جن کے وجود باوجود سے بیسیوں تحریکوں نے جنم لیا۔ چنانچہ تحریک کشمیر، تحریک کپور تھلہ، تحریک ختم نبوت، تحریک مدح صحابہ، تحریک ہائیکاٹ انگریزی فوج میں بھرتی، تحریک جلیانوالہ باغ، تحریک ہجرت افغانستان، تحریک عدم تعاون اور قومی تعلیم، تحریک ناموس رسالت (راجپال کے خلاف) کو حضرت شاہ جی رحمہ اللہ کی خطابت نے جلا بخشی۔

قید و بند کی صعوبتیں

حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ نے پوری زندگی اسلام کی سر بلندی، عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور استحکام وطن

کے لئے گزاری۔ اس ابتلاء و آزمائش کے دور میں شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ پر بے پناہ مصائب و آلام کے پہاڑ توڑے گئے۔ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے مصائب و آلام کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ آپ نے تقریباً ساڑھے بارہ سال جیل میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

زندگی کے دو مقاصد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے دو مقاصد تھے۔ نمبر ایک..... یہ کہ ہندوستان انگریزی تسلط سے آزاد اور پاک ہو جائے۔ نمبر دو..... یہ کہ قادیانیت کا ناپاک وجود حرفِ فطرت کی طرح مٹ جائے۔ حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ انگریزوں سے نفرت کو جزو ایمان قرار دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ: ”میری زندگی کی صرف ایک ہی خواہش ہے کہ یا تو انگریز کو اس ملک سے نکال باہر کروں یا اس جدوجہد میں اپنی زندگی حق پر قربان کر دوں۔“ ایک مرتبہ چند عقیدت مندوں نے عرض کیا کہ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ اب آپ بہت ضعیف ہو گئے ہیں۔ آپ اپنے آپ کو اس قدر مشقت میں نہ ڈالیں۔ فرمانے لگے کہ حضور ﷺ کی عزت و ناموس خطرے میں ہے۔ اغیار شیخ رسالتؐ بجانے کے درپے ہیں اور آپ مجھے آرام کا مشورہ دے رہے ہیں۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ خودکشی کر لوں۔ آپ کے چھوٹے چھوٹے فقرے طباعی اور ذہانت کے ساتھ ساتھ بہت سی حقیقتیں اور دل کی صداقتیں اپنے اندر لئے ہوئے ہوتے تھے۔ جن سے فہیم انسان دور تک پہنچ جاتا تھا۔ حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ میرے لئے جیل خانہ صرف نکل مکانی ہے۔ میں اپنے گرد و پیش باغ و بہار فراہم کر لیتا ہوں اور قیدیوں کو گزر جاتی ہے جیسے صحراؤں سے بادل۔

حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ بے مثال خطیب

اسلام کی گزشتہ پانچ صدیوں میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ جیسا خطیب پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی آئندہ ممکن نظر آ رہا ہے۔ حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کی خطابت توحید باری تعالیٰ، عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت و اہمیت، صحابہ کرامؓ و اہل بیتؑ کی عظمت، فرنگی استبداد اور اس کی ذریت خبیثہ کے قلع قمع کے لئے وقف تھی۔ حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان میں جادو اور کلام میں سحر تھا۔ حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ایک حرف پر لوگ سردھنتے تھے۔ سردھنتے تھے اور موتی چنتے تھے۔ حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے نصف صدی تک خطابت میں سیاست کی۔ حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تر سیاست اور جدوجہد برطانوی سامراج کے خلاف تھی۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت و حریت پر درمیانے طبقہ کے نوجوانوں نے لبیک کہا۔ جن سے عوامی تحریکوں میں لیڈر شپ بیدار ہوئی۔ حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں میں فعال سیاسی کارکنوں کا ایک گروہ پیدا کیا جس نے برطانوی سامراج کو بستر بوز یا گول کرنے پر مجبور کر دیا۔ خطابت میں نئی نئی راہیں پیدا کیں۔ قیادت سے کاسہ لیس ذہن کو ختم کیا اور سیاست کو امراء کی جیب کی گھڑی اور ہاتھ کی چھڑی بننے سے روک دیا۔ تمام عمر موٹا ہندوستانی کھدر پہنا۔ جو ساگ ستو ملا کھالیا۔ اس معاملہ میں فقر و درویشی کا مرقع تھے۔ حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ قرونِ اولیٰ کے صحابہ کرامؓ کے طرزِ زندگی کا نمونہ تھے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تقریروں کی گرج، شاعر کے احساسات و جذبات، دریا کی روانی، پھولوں کی نزاکت و مہک، غرض کہ ہندو پاک کے شہر بہ شہر، قریہ بہ قریہ حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات ہوئے۔

امیر شریعت کا خطاب

۱۹۳۰ء میں انجمن خدام الدین لاہور کا سالانہ جلسہ تھا۔ جس میں پورے ہندوستان سے تقریباً پانچ سو علمائے کرام شریک ہوئے۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی صدارت میں حضرت شاہ جی بیہ کی تقریر شروع ہوئی تو مجمع آہ و بکا میں جلتا تھا۔ مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ بیہ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ تم تقریریں کر رہے ہو۔ تمہارے رونے کا کوئی اعتبار نہیں۔ جب تک کہ اپنے میں سے کسی کو امیر نہ بنا لو اور ابھی بنا لو۔ تاکہ سب اس کے پیچھے چلیں اور دین کے لئے کام کریں۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو اس وقت امیر شریعت تسلیم کرتے ہوئے ان کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ یوں تمام علمائے کرام نے متفقہ طور پر حضرت شاہ جی بیہ کو امیر شریعت کے خطاب سے نوازتے ہوئے حضرت شاہ جی بیہ کے ہاتھ پر تحفظ ختم نبوت کی بیعت کی۔

قادیان میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس

اکتوبر ۱۹۳۴ء میں قادیان میں تاریخ ساز کانفرنس منعقد ہوئی جس میں متحدہ ہندوستان سے تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام نے شرکت کی اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے تاریخ ساز خطاب فرمایا۔ جس سے فتنہ قادیانیت کی سنگینی سے آگاہی ہوئی۔

شعبہ تبلیغ کا قیام

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قیادت میں قادیان میں تحفظ ختم نبوت کا شعبہ غیر سیاسی قائم کیا گیا جس نے قیام پاکستان کے بعد مستقل جماعت مجلس تحفظ ختم نبوت کی شکل اختیار کر لی۔ جس کے حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ پہلے امیر اور حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے۔ حضرت شاہ جی بیہ تازیت مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر رہے۔ حضرت شاہ جی بیہ نے حضرت مولانا محمد حیاتؒ کی زیر نگرانی شعبہ دارالمبلغین رد قادیانیت قائم کیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے ایسے مناظر اور مبلغ تیار کئے گئے جو مجلس کے لئے مجلس کے اخراجات پر عقیدہ ختم نبوت کی چوکیداری اور اسلام کی دعوت اور تبلیغ کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں پورے ملک میں قادیانیت کا ہر محاذ پر مقابلہ کیا گیا۔

وفات

۱۴ اگست ۱۹۶۱ء حضرت امیر شریعتؒ پر فالج کا حملہ ہوا۔ جس سے بہت مضحل ہو گئے اور ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء کو اس دارقانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! آپ کے جنازہ میں لاکھوں انسانوں نے شرکت کی۔ آپ کا جنازہ ملتان کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا۔ حضرت شاہ جی بیہ کے بڑے بیٹے اور چاشمین حضرت مولانا ابوذر بخاریؒ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ لاکھ خاں باغ کے قریب قبرستان میں حضرت شاہ جی بیہ کو اتراحت ہیں۔

مشائخ تونسہ شریف کی تحریک ختم نبوت میں خدمات

آخری قسط

مولانا عبدالعزیز لاشاری

حضرت خواجہ اللہ بخش تونسویؒ کے دوسرے پڑپوتے اور خواجہ موسیٰ صاحب کے پوتے اور خواجہ حافظ غلام ذکریا کے صاحبزادے خواجہ غلام سلیمان تونسویؒ ۱۹۷۴ء میں اس علاقہ کی طرف سے ایم این اے تھے۔ پی پی پی کے ٹکٹ پر ایم این اے بنے۔ ۱۹۷۴ء میں جب قادیانوں کے خلاف اسمبلی میں بل پیش ہوا تو پی پی پی اور بھٹو کی اجازت کے بغیر مولانا مفتی محمودؒ، مولانا احمد شاہ نورانیؒ کی ملاقات پر تحریک کے لئے سب سے پہلے دستخط کر دیئے۔ پی پی پی والوں نے کہا آپ نے جلدی کی ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا ”یہ میرے ایمان کا مسئلہ ہے۔“

۲۰۰۲ء کے الیکشن میں حضرت خواجہ غلام سلیمان کے صاحبزادے خواجہ حافظ محمد داؤد سلیمانی نے ملت پارٹی کے ٹکٹ پر جب الیکشن لڑا تو ان کا ایم پی اے سردار امیر مند قادیانی کا پوتا سردار امام بخش قیصرانی تھا۔ مشہور تھا کہ یہ قادیانی ہے۔ راقم الحروف نے خواجہ صاحب سے شکوہ کیا کہ آپ کا ایم پی اے قادیانی ہے تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ: ”آپ علماء کرام کا اجلاس کریں میں اس کو آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اگر آپ حضرات کی تسلی ہو تو یہ میرا ایم پی اے ہوگا۔ اگر یہ قادیانی ثابت ہوا تو میں اس کو چھوڑ دوں گا۔“ مگر سردار امام بخش قیصرانی نے کوٹ قیصرانی کے مقامی علماء کو یقین دلایا کہ میں مسلمان ہوں۔ مگر بعد میں اس کو قادیانی دوبارہ اپنے پھندے میں لے جانے لگے۔ مولانا حبیب الرحمن تونسوی شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ کی تبلیغ سے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کاوش سے مسلمان ہو گیا۔

بہر پٹھان حضرت خواجہ حافظ عبدالمناف سلیمانی، خواجہ غلام سلیمان تونسوی کے بھائی اور حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی کے پڑپوتے ہیں۔ ۱۹۸۶ء کو جب قادیانی سردار کو مسجد میں دفن کیا تو کوٹ قیصرانی کے حاجی قادر بخش قیصرانی، مولانا غلام فرید قیصرانی، مولانا عبدالکریم قیصرانی بریلوی مکتب فکر کے ممتاز عالم دین مولانا عبدالعزیز قطبی، مولانا محمد اقبال اختر، یعقوب نظامی، جناب محمد خان لغاری، جماعت اسلامی کے مولانا غلام حسین بزدار، مولانا عبداللطیف چانڈیہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ڈیرہ غازیخان کے امیر صوفی اللہ وسایا، مولانا غلام اکبر ثاقب، جمعیت علماء اسلام کے مولانا عبدالغفور گرمانی تنظیم اہل سنت کی تمام جماعت، شیعہ مکتب فکر کے مخدوم غلام سرور شاہ ایڈووکیٹ، سید رضا شاہ ایڈووکیٹ، جمعیت علماء اسلام کے مولانا فضل الرحمن صاحب، جمعیت علماء پاکستان کے مولانا غلام اکبر ساقی، مولانا عبدالغفور حقانی، مولانا نذیر احمد تونسوی شہید ضلع بھر کے تمام مسلمانوں نے اس تحریک کو چلایا۔ خواجہ عبدالمطلب، خواجہ کوثر محمود، خواجہ خضر محمود، تمام خواجگان کی برادری، حکیم عبدالرحمن جعفر، ضلع بھر کے دینی مدارس نے مسلسل دو ماہ تحریک جاری رکھی۔

آخری فیصلہ کن احتجاجی جلسہ ۲۸ فروری ۱۹۸۶ء بروز جمعہ المبارک کو ڈیرہ غازیخان میں ہوا۔ کوٹ قیصرانی سے جب جلوس شیرگڑھ سے گزرا تو وہاں امیر مند قادیانی کی برادری نے جلوس پر قارنگ کی۔ یہ جلوس مشتعل

ہو گیا اور تو نسہ شہر میں آ کر اے سی تو نسہ کے دفتر پر حملہ کر دیا۔ تو نسہ شریف سے ایک بڑا جلوس حضرت خواجہ عبدالمناف سلیمانی کی قیادت میں ڈیرہ غازیخان کے لئے روانہ ہوا۔ تو پیر عادل کے مقام پر ضلع بھر کی پولیس نے اس جلوس کو روکا تو خواجہ عبدالمناف سلیمانی نے ایک پولیس آفیسر کو تھپڑ مار دیا۔ اس جلوس نے پولیس کا گھیرا توڑا اور ڈیرہ غازیخان شہر میں داخل ہو گیا۔ پورا شہر سراپا احتجاج بن گیا۔ ڈویژن بھر کی پولیس نفری موجود تھی۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا اور شیعہ راہنما حفصہ علی کراروی لاہور والے اور تمام مکاتب فکر کے علماء نے پر جوش تقاریر کیں۔ ڈیرہ غازیخان کا پاکستانی چوک بھر چکا تھا۔ شیر گڑھ میں مسلمانوں کے جلوس پر قادیانوں کی گولیاں چلانے کے خلاف ایک احتجاجی جلوس پاکستانی چوک سے ڈی سی او کے دفتر کی طرف روانہ ہوا۔ ادھر ملتان سے جمعہ پڑھا کر مولانا عبدالستار تونسوی بھی اس جلوس میں شامل ہو گئے۔

ڈی سی او کے دفتر پر مشہور قادیانی نواز ایس پی طلعت محمود گھوڑا پولیس لے کر کھڑا تھا۔ وہاں پر صوفی اللہ وسایا امیر جماعت ختم نبوت ڈیرہ غازیخان نے پر جوش تقریر کی۔ ڈی سی او نے وعدہ کرنا چاہا کہ تین دن کے اندر مسجد سے لاش نکال دیں گے۔ خواجہ عبدالمناف صاحب نے اس کی کلائی سے پکڑا، کہ لکھ دو..... اتنے میں ایس پی طلعت محمود نے پولیس کو آنسو گیس اور لاشی چارج کا اشارہ کر دیا۔ بس پھر تو ایک قیامت خیز منظر بن گیا۔ تین سو کے قریب گرفتاریاں ہوئیں۔ کارکن شدید زخمی ہوئے۔ علامہ عبدالستار تونسوی پولیس کے تشدد سے شدید زخمی ہو گئے۔ مولانا صوفی اللہ وسایا صاحب کے عزیز رشتہ داروں کو ان کے گھر سے گرفتار کر لیا۔ ان کے تمام صاحبزادے بمع مولانا صاحبزادہ عبدالرحمن غفاری گرفتار ہو گئے۔ حضرت خواجہ عبدالمطلب تونسوی، خواجہ کوثر محمود صاحب کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ راقم الحروف اور مولانا نذیر احمد تونسوی شہید اور متعدد علماء کرام کو دوسرے دن اجلاس کرتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا۔ پھر یہ تحریک ملک بھر میں پھیل گئی۔ ملتان، بہاولپور، بلوچستان، سندھ، سرحد اور لاہور میں بھی احتجاجی جلوس نکلتے شروع ہو گئے۔ آخر کار حکومت نے مجبور ہو کر شیر گڑھ اور گرد و نواح میں ایک کرفیو کا سماں پیدا کر کے ۴ مارچ ۱۹۸۶ء بروز منگل کو اس قادیانی کی لاش کو مسجد سے نکال کر اس کے گھر میں دفن کر دیا۔ یوں شاہ سلیمان تونسوی کے پوتے خواجہ نظام الدین تونسوی کی دعا قبول ہوئی۔

امام اہل سنت مولانا عبدالستار تونسوی، حضرت سید حسین احمد مدنی کے مایہ ناز شاگرد تھے۔ حضرت کے روحانی اور خاندانی تعلقات خواجگانِ تونسہ شریف سے چلے آ رہے تھے۔ اسی عقیدت کی بنیاد پر حضرت تونسوی کے جامعہ محمودیہ میں حضرت کے والدین نے داخل کرادیا۔ حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی کی ایماء پر ہی دارالعلوم دیوبند پڑھنے کے لئے بھیجا گیا۔ تحریک ختم نبوت سے حضرت کی وابستگی دیرینہ ہے۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے ساتھ ختم نبوت کے پروگراموں میں شریک ہوتے۔ صحت کے زمانہ میں ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں پہلے دن ظہر کی نماز کے بعد حضرت کا آخری بیان ہوتا تھا۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء۔ ۱۹۷۷ء تحریک ناموس رسالت کے حوالہ سے ہر اول دستہ کا کردار ادا کرتے۔ ۱۹۸۶ء میں تحریک شیر گڑھ میں ڈیرہ غازیخان میں جب حضرت پر پولیس نے بے دردی سے لاشیاں چلائیں۔ حضرت اہم اور جرأت سے کھڑے ہی رہے اور اللہ اکبر اللہ اکبر زبان پر جاری تھا۔

ذمّی حالت میں جب مولانا عبدالستار تونسوی صاحب کو نشتر ہسپتال ملتان میں داخل کرایا گیا۔ رات کو ذمّی حالت میں حضور اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی۔ ایک موقع پر حضرت نے فرمایا: ”میں نے پوری زندگی حضور ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے دفاع میں ہی گزاری۔ حج عمرے کئے۔ تسبیح ورد و وظائف کئے۔ مگر دل کی حسرت اس ختم نبوت کے مسئلہ پر ذمّی ہونے پر ہی پوری ہوئی۔“

ہماری جماعت ضلع ڈیرہ غازیخان کے امیر صوفی اللہ وسایا صاحب فرماتے تھے کہ اس جلوس میں علامہ عبدالستار تونسویؒ اور شیعہ راہنما حفصہ علی کراروی موجود تھے۔ دشمن چاہتا تھا کہ ان دونوں میں سے ایک کو مار دیا جائے۔ تاکہ اس تحریک کا رخ قادیانیوں کی بجائے شیعہ سنی فساد کی طرف موڑ دیا جائے۔ مگر اللہ پاک نے ختم نبوت کی برکت سے دشمن کی اس سازش کو ناکام بنا دیا۔

۴/ مارچ ۱۹۸۷ء کو جامع مسجد مدینہ میں ایک سال بعد حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ امیر مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرپرستی اور حضرت خواجہ عبدالمناف تونسوی کی صدارت میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس برائے اظہار تشکر ہوئی۔ جس میں صاحبزادہ انوار الحسن ایڈووکیٹ، مولانا فضل الرحمن، مولانا عبدالعزیز قطبی، حق نواز خان قیسرانی ایڈووکیٹ، سردار محمد یوسف خان ایڈووکیٹ، سردار امیر عبداللہ خان میرانی ایڈووکیٹ، جناب عبدالستار خان جسکانی ایڈووکیٹ اور شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، تونسہ شریف کی دینی قیادت، تونسہ شریف کے خواجگان صاحبان شریک ہوئے۔ تحریک ختم نبوت کے حوالے سے خواجگان تونسہ، مشائخ تونسہ شریف اس کام کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں۔ تحصیل بھر میں جب بھی کوئی پروگرام ہوتا ہے۔ ان مشائخ کی سرپرستی حاصل ہوتی ہے اور ہر قسم کا بھرپور تعاون کرتے ہیں۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا دورہ گوجرانوالہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کی درخواست پر ۱۶ تا ۱۹ جون کو چار روزہ دورے پر گوجرانوالہ تشریف لائے۔ ان چار دنوں میں گوجرانوالہ میں مختلف مقامات پر کانفرنسیں منعقد کی گئیں جن سے حضرت مولانا نے خطاب کیا۔ اس سلسلے میں پہلا پروگرام دفاع ختم نبوت کانفرنس کے عنوان سے نوشہرہ ورکاں میں ہوا۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالحمید ڈٹو، مولانا صبیح اللہ انور، مبلغ گوجرانوالہ مولانا محمد عارف شامی اور مولانا محمد یونس ماجدی شامل تھے۔ ۱۷ جون کو حافظ محمد ثاقب کی مسجد خاتم النبیین فیروز والہ روڈ میں ختم نبوت کنونشن رکھا گیا تھا جس میں حضرت نے خصوصی خطاب فرمایا اور عوام کو قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں اور غیر آئینی مذہبی سرگرمیوں سے آگاہ کیا اور ان کا بائیکاٹ کرنے پر آمادہ کیا۔ ۱۸ جون کو گوجرانوالہ کے نواحی علاقے باگزیاں میں واقع جامعہ اسلامیہ میں دورہ تفسیر میں شریک طلباء کو ختم نبوت کی ضرورت و اہمیت کے عنوان پر سبق پڑھایا اور نماز مغرب کے بعد جامع مسجد امام اہل سنت شیخ سرفراز خان صفدرؒ میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا جس کا انتظام مولانا حماد انزہروی نے کیا تھا۔ ۱۹ جون کو دن میں جامعہ اسلامیہ کے طلباء دورہ تفسیر کو تاریخ ختم نبوت کے عنوان پر سبق پڑھایا۔ بعد ازاں ختم نبوت کانفرنس علی پور چٹھہ میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور خطاب فرمایا۔

حضرت مولانا سید محمد صالح الحسینی کی رحلت

محمد زین العابدین

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی شاگرد، حضرت مولانا سید محمد صالح الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کئی دن اسپتال میں زیر علاج رہ کر ۱۰ سال کی عمر میں بروز جمعہ ۶ جون ۲۰۱۴ء کو شام کے وقت اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے۔ جمعہ ہی کو بعد مغرب جامعہ بنوری ٹاؤن میں مولانا ڈاکٹر عبدالعلیم چشتی کی زیر امانت نماز جنازہ ادا کر کے برصغیر پاک و ہند کی پوری ایک صدی کی تاریخ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون! علمائے دیوبند کی موجودہ قد آور شخصیات میں ان کا قد سب سے اونچا تھا۔ وہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اٹھانے کے حوالے سے سب سے فائق تھے۔ غرض وہ ہر طرح سے لائق تحسین تھے۔ انہوں نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بخاری شریف پڑھ کر علمی فیض حاصل کیا۔ پھر ان سے بیعت ہوئے اور یوں علمی فیض کے بعد عملی اور روحانی برکات و ثمرات کی تحصیل بھی کی اور ایک عرصہ تک سفر و حضر میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خادم خاص کی حیثیت سے ساتھ رہے۔ استاذ و شاگرد اور مرشد و مرید میں تعلق خاطر کا یہ عالم ہو گیا کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ہی پھر آپ کی شادی کرائی۔ بلکہ اخراجات تک کا بندوبست کیا۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی مئے معرفت و محبت سے تو جام جام بھر بھر کے پیتے ہی تھے۔ ساتھ ساتھ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارتیں، حضرت محدث دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ الادب صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوالحسن سجاد رحمۃ اللہ علیہ، مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور اس عہد کے دوسرے بزرگوں کی محبتیں، مجلسیں اور عنایتیں بھی خوب خوب حاصل کیں اور حضرت سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالحق نافع رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پھول پوری رحمۃ اللہ علیہ کی رفاقتیں بھی میسر آئیں۔ یہی محبتیں و رفاقتیں ہیں جن کی بنا پر احقر نے شروع میں عرض کیا کہ: ”علمائے دیوبند کی موجودہ قد آور شخصیات میں ان کا قد سب سے اونچا تھا۔“

وہ واقعی بڑے تھے اور بہت بڑے تھے۔ اس بات کی حقیقت وہ شخص سمجھ سکتا تھا جو ان کے پاس کچھ دیر کے لئے حاضر ہوتا یا اب ان کی وفات کے بعد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے موجودہ صحبت یافتہ حضرات سے حضرت حسینی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پوچھے: ”تاریخ دارالعلوم دیوبند“ میں مہتمم دارالعلوم حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس شاگرد کا ”اسماء گرامی حضرات مدرسین درجہ قاری“ کی فہرست میں اٹھارویں نمبر پر یوں ذکر کیا ہے: ”مولانا صالح الحسینی مدظلہ، گلاڈکھی، ابتدائی سن ۱۳۶۲ھ تا آخری سن ۱۳۶۷ھ“ (تاریخ دارالعلوم دیوبند، از حضرت حکیم الاسلام، مہتمم دارالعلوم، ص: ۱۱۶، طبع: دارالاشاعت، کراچی، ستمبر ۱۹۷۷ء) اس فہرست میں حضرت مولانا محمد یاسین صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا خلیفہ نقشبندی عاقل رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی بھی موجود ہیں۔

موصوف کی ولادت حضرت اقدس مولانا سید محمد صالح صاحب مرحوم کے گھر ضلع بلندشہر کے قصبہ گلاڈنگھی میں بروز جمعرات، ۲۶، محرم الحرام ۱۳۳۲ھ، مطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۱۳ء کو ہوئی۔ والد صاحب حضرت گنگوئی بیگم سے بیعت تھے۔ حضرت مولانا سید محمد صالح الحسینی بیگم تقریباً ۱۹۲۷ء کے لگ بھگ دارالعلوم دیوبند آئے۔ حضرت علامہ کشمیری بیگم ڈابھیل چلے گئے تو ۱۹۳۲ء میں حضرت مدنی، حضرت میاں اصغر حسین، حضرت بلیاوی، حضرت شیخ الادب صاحب، حضرت قاری صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہم اکابرین سے دورۂ حدیث پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ دورۂ حدیث میں حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی، حضرت مولانا حبیب اللہ مہاجر مدنی بن حضرت لاہوری، حضرت مولانا محمد ایوب جان بنوری، حضرت مولانا منت اللہ رحمانی، حضرت مولانا مرغوب الرحمن اور حضرت اقدس مولانا عبداللہ خان صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ ان کے ہم درس رہے۔ فراغت تعلیم کے بعد دارالعلوم ہی میں فارسی کے مدرس مقرر ہوئے۔ درجہ فارسی میں مشغول، سکندر نامہ وغیرہ پڑھاتے رہے۔ دارالعلوم دیوبند اور حضرت شیخ الاسلام بیگم سے بے پناہ محبت و تعلق تھا۔ حضرت کی خدمت میں رہتے اور فیوض و برکات سیٹے۔ لیکن بعض اضطراری حالات کی بنا پر حضرت مدنی بیگم اور دارالعلوم دیوبند سے جدائی کو برداشت کرنا پڑا۔ تقسیم ہند کے بعد آپ کی ہمشیرہ جو پاکستان میں تھیں۔ ان کی بیماری کی خبر آئی۔ چونکہ بچپن میں والدہ محترمہ کا انتقال ہوا تھا۔ ہمشیرہ سے تعلق ماں جیسا تھا۔ اس لئے ان کے پاس آگئے۔ اس وقت بآسانی واپس ہندوستان جانے کے راستے تقریباً مسدود ہو گئے تھے۔ اس کی وجہ سے چاروٹا چار دیوبند اور حضرت شیخ الاسلام بیگم کی حسرتیں دل ہی دل میں رکھ کر یمن کے ہو رہے۔ نقل مکانی کے بعد دارالتصنیف حب ریور روڈ سے منسلک رہے۔ مولانا سید محمد یوسف بنوری بیگم کے بیانات میں بھی کچھ وقت کام کیا۔ بعض جگہ درس حدیث کی بھی بات چلی۔ مگر بوجہ ایسا نہ ہو سکا۔ علمی مصروفیت کا کوئی ایک جلی عنوان قائم نہ ہو سکا۔ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا صحافت حضرت کا خاص موضوع رہا تھا۔ کلکتہ میں مولانا ابوالحسن سجاد بیگم کی سرپرستی میں ”البلاغ“ میں کام کرتے رہے۔ مولانا آزاد بیگم کے رسائل و جرائد میں بھی کام کیا۔ انجمنیت دہلی میں بھی لکھتے رہے۔ جمعیت علماء ہند سے تعلق تھا۔ تحریک آزادی میں حصہ لیا۔ جیل بھی جانا پڑا۔ لیگ و کانگریس کے داخلی معاملات سے بھی خوب واقفیت رہی۔ حضرت شیخ الاسلام بیگم کے سیاسی مسلک کے حوالے سے ان کی معلومات سند کا درجہ رکھتی تھیں۔ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مرغوب الرحمن بیگم سے دوستانہ تعلق تھا۔ آپ کی پہلی بیعت حضرت مدنی بیگم سے تھی اور دس کے قریب مشائخ سے آپ کو خلافت حاصل تھی۔ ان میں حضرت مولانا سید حامد میاں بیگم، حضرت مولانا خورشید بیگم۔ آپ نے بھی کئی ایک بڑی شخصیات کو خلافت عطا فرمائی۔ مولانا سید محمد صالح الحسینی بیگم گلشن اقبال ۱۳/۱۲، کراچی میں برخوردار سید طہ کے ساتھ رہائش پذیر تھے۔

بلاشبہ آپ کی رحلت امت مسلمہ کا بڑا خسارہ ہے۔ حق تعالیٰ بال بال مغفرت فرمائے اور رہ جانے والے حضرات جنہوں نے حضرت مدنی بیگم سے براہ راست استفادہ کیا ہے جن میں خصوصیت کے ساتھ حضرت مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی، حضرت مولانا محمد عبید اللہ اشرفی، حضرت مولانا محمد نافع، حضرت مولانا سلیم اللہ خان، حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی، حضرت مولانا محمد جمیل علی اور حضرت مولانا مجاہد الحسینی وغیرہ سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ان حضرات کو صحت و ہمت عطا فرما کر ان کا سایہ تادیر ہم پر قائم رکھے۔ آمین!

پس پردہ

مولانا قاضی محمد زاہد الحسنیؒ

مرزائیت کا خفیہ اور گہری چالوں سے واقف ہونے پر مجددِ تعالیٰ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ جس کا واحد اور آسان حل ایمانداری اور اتحادانہ طریقہ پر بھی تھا کہ مرزائی اپنے لفظ عقائد سے توبہ کر کے مرزا قادیانی کے خلاف اسلام اور خلاف سردارِ دو عالم ﷺ کتابوں اور رسالوں کو خود بخود ضبط کر کے غیر مشروط طور پر مسلمان ہونے کا اعلان کر دیتے۔ مگر ابھی تک مرزائی اسی ناکام کوشش میں ہیں کہ اسلام کے نام پر مسلمانوں کا شکار کرتے ہیں۔ ایک ٹریکٹ مرزائیوں کی طرف سے شائع ہوا۔ جس کا عنوان ہے ”انوکھے کافر“ یہ عنوان انہوں نے واقعی اپنے مطابق اختیار کیا ہے۔ اس سے انوکھے کافر اور کیا ہوں گے کہ اسلام کا نام لے کر اسلام کو مٹا رہے ہیں۔ محمد ﷺ کا نام لے کر مرزا قادیانی احمد قادیانی کو محمد اور اللہ کا رسول مان رہے ہیں۔ کافروں سے بچنا تو آسان ہے۔ ایسے انوکھے کافروں سے خطرہ رہتا ہے۔ اس مختصر سے بیان میں صرف مرزائیوں کے رسالوں اور ان کی کتابوں سے بتایا جائے گا کہ کیا واقعی مرزائی دنیا میں اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں اور ممالک غیر میں وہ محض تبلیغ کے لئے جاتے ہیں یا کچھ اور مقصد بھی ہوتا ہے۔

..... مرزا قادیانی کے آنے کا مطلب کیا ہے وہ خود کہتا ہے: ”تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔“ (اربعین نمبر ۳ ص ۱۷)

اے احمد! تجھے بشارت ہو۔ خدا عرش پر تیری تعریف کرتا ہے ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ (کتاب مذکور)

مرزا قادیانی کی مندرجہ بالا عبارات سے پتہ چل رہا ہے کہ اس نے صاف کہا اب محمد ﷺ کی ضرورت نہیں۔ احمد کی ہے اور وہ میں ہوں۔ واقعی یہ انوکھا کفر ہے۔

..... ۲۔ مرزا قادیانی نے وصیت کی کہ میرے بعد جب لوگوں سے بیعت لیں تو وہ مرزا قادیانی کے نام کی لیں۔ چنانچہ کہا: ”اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفیس پاک رکھتے ہیں۔ میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔“ (الوصیت ص ۷، از مرزا قادیانی مطبوعہ ۱۹۰۶ء)

اس بیعت میں کیا کیا اقرار لیا جاتا ہے۔ اس میں سب سے آخری اور ضروری شرط یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے جتنے دعوے کئے ہیں سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ چنانچہ مشروط بیعت کے الفاظ یہ ہیں: ”مسبح موعود علیہ السلام کے سب دعاوی پر ایمان رکھوں گا۔“ (احمدیت کا پیغام از بشیر الدین محمود ص ۶۲)

مرزا قادیانی تو بجائے خود رہے ان کے فرزند بشیر الدین کا مقام بھی اتنا بلند سمجھا جاتا ہے۔ ڈاکٹر احمد حسن سابق مرزائی قادیان کا بیان ہے کہ تمام صلحاء اولیاء، مجددین اور انبیاء کی تعلیمیں ایک طرف رکھ لیں اور غلیفہ قادیان

کے بیانات ایک طرف۔ (پیغام صلح مورخہ ۷ جون ۱۹۵۰ء)

اسی وجہ سے مرزائی مبلغ جہاں جاتے ہیں مرزا قادیانی کو پیش کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے محمد ﷺ کا نام لیتے ہیں۔ باہر جا کر مرزا قادیانی کو احمد کے نام سے پیش کرتے ہیں۔ چند حوالہ جات درج ہیں۔
الف..... مرزا غلام احمد نے مغربی ممالک (یورپ) میں جب تبلیغی خطوط بھیجے تو ان پر یہ دستخط کئے۔ الٹنی مرزا غلام احمد۔ (الفضل مورخہ ۹ جنوری ۱۹۴۷ء)

ب..... سوئٹزرلینڈ میں غلام احمد مبلغ مرزائیت نے تقریر کی کہ: ”سو خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق حضرت احمد علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے اور آج اسلام پھر نئے سرے سے کفر کے قلعوں پر حملہ آور ہوا ہے۔“
(الفضل مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۴۷ء)

ج..... گولڈ کوست مغربی افریقہ کے مبلغ بشارت احمد نے کہا: ”خدا کا وہ پاک باز انسان جو موجودہ زمانہ میں دنیا کی اصلاح اس کی فلاح اور بہبودی کے لئے نبوت کے طے میں جری اللہ فی حلل الانبیاء کا خطاب لے کر آیا بلکہ ان بشارات کے مطابق جو انبیاء سابقین نے اس کے متعلق اپنی اپنی قوم کو دی تھیں۔“ (الفضل مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۴۸ء)
د..... ہالینڈ میں جماعت قادیان کا بھی ایک مشن ہے۔ میں وہاں گیا میں نے دیکھا کہ دو آدمی وہاں بیٹھے ان کے پاس کوئی لا بھری نہیں وہ کھلے الفاظ میں حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کو نبی اللہ کہہ کر پکارتے ہیں۔

(میاں محمد صاحب صدر لاہوری پارٹی کا بیان مندرجہ ۲۷ فروری ۱۹۵۲ء، پیغام صلح)
جب سر ظفر اللہ خان صاحب ۱۹۴۷ء میں دمشق گئے اور وہاں مرزائیوں کے پاس قیام کیا تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ: ”اہالیان دمشق کو جماعت (مرزائیوں) کے علمی اور سیاسی مقام کا علم ہوا۔“ (الفضل مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۴۷ء)
مرزائیوں کی علمی اور سیاسی سرگرمیاں اسی ایک جملے سے معلوم ہو سکتی ہیں۔ کس طرح مسلمانوں کو اندھیرے میں رکھا جا رہا ہے۔ مگر ”واللہ معروج ما کنتم تکتُمون“

ر..... اگر پیغامی (لاہوری گروپ) کسی کو شکار کرتے ہیں تو مرزائی اس کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ جب تک وہ مرزا قادیانی کو نہ مان لے اسے ویسا ہی سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ برلن کے صرف ایک واقعہ کا ذکر کیا جاتا ہے: ”پیغامی مشن (لاہوری مرزائی) کی حیثیت وہاں (برلن) صرف ایک سوسائٹی کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) کو قطعاً پیش نہیں کیا جاتا۔ احمدیت کے بارے میں اسے واقفیت بہم پہنچائی جا رہی ہے۔“ (الفضل مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۴۸ء)
ز..... مرزائی واقعی ان تمام ملکوں میں جاتے ہیں۔ مگر وہاں جا کر کیا کرتے ہیں اور ان کا مقام کیا ہے۔ اس کا ذکر خود مرزا بشیر الدین محمود کے الفاظ میں عرض ہے۔

۱..... جہاں جہاں ہمارے ایک سے زیادہ مبلغ ہیں وہاں سے متواتر رپورٹیں آ رہی ہیں کہ وہ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔

۲..... یہ لوگ سلسلہ کارو پیہ لے کر وہاں بیٹھے ہوئے پارٹی بازی کر رہے ہیں۔

۳..... اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی دشمنی میں انتہاء درجہ کا بڑھا ہوا ہے۔ پہلے یہ بات افریقہ میں شروع

ہوئی۔ پھر ملایا میں پھر انڈونیشیا سے ایسی اطلاعات موصول ہوئیں۔ اب انگلینڈ سے بھی ایسی رپورٹیں آرہی ہیں۔

۴..... کتنے افسوس کی بات ہے کہ وہ مبلغ جن کا یہ کام ہے کہ وہ دوسروں میں نظام کی روح پیدا کریں وہ جہاں جاتے ہیں لڑنے لگ جاتے ہیں۔ مولوی (مرتبہ قادیانیت) کیا ہوا، ہلکا کتا ہوا کہ جہاں جاتا ہے لوگوں کو کاٹتا پھرتا ہے۔

۵..... احمدیت سے ان کا دور کا تعلق بھی نہیں۔ ایسے شخص لہنتی ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ ان کی اولادیں لہنتی ہوں گی۔

۶..... احمدی چوہڑوں سے تو کمزور نہیں یہ بھی ایسا کر سکتے ہیں۔ لیکن ان میں اتنا جذبہ نہیں پایا جاتا جتنا چوہڑوں میں پایا جاتا ہے۔ (خطبہ مرزا بشیر الدین محمود مندرجہ الفضل مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۵۰ء)

اب آپ یہ تو بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ مرزائیت کا پس پردہ کیا حال ہے۔ نہ خدا راضی اور نہ مرزا قادیانی راضی۔
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

یہی وجہ ہے کہ کوئی یورپین مرزائی جب مرزائیوں کی اصلی حالت سے خبردار ہو جاتا ہے تو فوراً اس سے دست کش ہو جاتا ہے۔ محمد کا جمال جن کے مرزائی ہونے کو باعث فخر سمجھا جاتا ہے جب ہندوستان آئے تو فوراً مرزائیوں کے مخالف ہو گئے۔ محمد علی لاہوری کی شہادت ملاحظہ ہو: ”ہندوستان میں آ کر یہ اسی ہوا سے متاثر ہو گئے جو ہمارے خلاف چل رہی ہے۔ جماعت کے اچھے خاصے مخالف بن گئے۔“ (پیغام صلح مورخہ ۷ جولائی ۱۹۳۸ء)

مرزائیوں کی عجیب چال ہے۔ پاکستان کا نام لے کر اپنے دجل کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ پاکستان کے لازوال حقیقت بن جانے کے بعد بھی اس کو دوزخ اور انگریزوں کی حکومت کو اس سے ہزار درجہ بہتر کہہ رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو: ”پاکستان کی تخلیق میں الہی مصلحت کیا ہے وہ یہی کہ اس پاک سرزمین سے آفتاب اسلام کی ضیاء پاشی ہر چہار اکناف عالم میں ہو اس ارادہ کو بروئے کار لانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی مصلحت نے ایک قوم (مرزائی) کو منتخب کیا ہے اور اسے پاک و صاف کرنے کے لئے دوزخ میں ڈال دیا ہے جو ہر شخص کی حالت کے مطابق نمودار ہو رہی ہے۔ لیکن ہے وہی دوزخ۔“ (پیغام صلح مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۳۸ء)

سچی بات یہ ہے کہ انگریزی حکومت نظم و نسق اور غریبوں کی دادرسی کے لحاظ سے موجودہ حکومت سے ہزار درجہ بہتر تھی۔ (پیغام صلح مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۳۹ء)

۴..... مرزائیوں سے صرف ایک سوال آج تک مسلمانوں کی طرف سے جتنی عبارتیں مرزا قادیانی، بشیر الدین اور دوسرے قادیانیوں کی کتابوں، رسالوں سے پیش کی جاتی ہیں یا اس رسالے میں جو حوالے دیئے گئے ہیں یہ غلط ہیں یا درست۔ اگر غلط ہیں تو اعلان کر دیں اور درست ہیں پھر کس منہ سے کہا جاتا ہے کہ ہم تو اتحاد کے حامی ہیں۔ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی امت ہیں۔ اہل بیت کے خادم ہیں۔ اخیر میں مسلمان بھائیوں سے التماس ہے کہ وہ مرزائیوں سے صرف یہی ایک سوال کریں کہ کیا ان کی کتابوں میں وہ حوالے موجود نہیں جو ان کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں؟ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک و ملت کو داخلی اور خارجی تمام قوتوں سے محفوظ رکھے اور جو ہاتھ اس کی سالمیت اور بقا کے لئے خطرناک ہیں وہ اللہ کرے شل ہو جائے۔

”وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد سید المرسلین و خاتم النبیین والہ واصحابہ اجمعین“

مولانا سید شیر علی شاہ کا ایک قادیانی سے مناظرہ

ضبط و ترتیب: سعید الحق جدون

رسالپور سے ایک قادیانی دارالعلوم حقانیہ آیا۔ وہ قادیانی رسالپورائیرپورٹ میں ونگ کمانڈر تھا۔ اس کے ساتھ دونو جوان کاہل یا سارجنٹ تھے جن کی خوبصورت داڑھیاں تھیں۔ وہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ: ”یہ ہمارا آفیسر ہے۔ ان کے کچھ سوالات ہیں۔ آپ سے ان کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں۔“ حضرت شیخ الحدیث نے مجھے بلایا میں دفتر میں حاضر ہوا۔ ان مہمانوں کے ساتھ مصافحہ کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ: ”ان کے کچھ سوالات ہیں۔ آپ ان کے ساتھ کتب خانے جا کر ان کے سوالات کے جوابات دے دیں۔“ میں حیران ہوا۔ کیونکہ اس ونگ کمانڈر کی چھوٹی داڑھی سے مجھے پتہ چلا کہ قادیانی ہے۔ میں نے کبھی کسی قادیانی سے مناظرہ نہیں کیا تھا۔ حضرت کی خدمت میں میں نے معذرت کر لی۔ حضرت نے فرمایا کہ آپ کو ان کے ساتھ ضرور جانا ہے۔ چنانچہ ان مہمانوں نے چائے نوش کی اور کتب خانے کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت مولانا گل رحمان کتب خانہ کے ناظم اور ونگ کمانڈر آگے آگے جارہے تھے۔ ان دونو جوانوں نے مجھے آہستہ سے کہا کہ یہ قادیانی ہے۔ یہ ہمیشہ کہتا ہے کہ مولوی مناظرہ میں غصہ ہو جاتے ہیں اور مناظرہ ادھورارہ جاتا ہے۔ مولانا آپ قطعاً غصہ نہ ہونا۔ اعتدال و سنجیدگی سے جواب دینا۔ یہ دونوں نو جوان تبلیغی جماعت سے وابستہ تھے۔ خوبصورت داڑھیاں اور نورانی چہرے۔ جب ہم کتب خانہ میں بیٹھ گئے تو اس قادیانی نے ایک موٹی کتاب بغل سے نکال کر اپنے سامنے رکھ دی۔ اس کو یہ قادیانی لوگ قادیانی ڈائری کہتے ہیں۔ قادیانی نے بار بار کہا کہ: ”میرا مقصد احقاق حق ہے۔“ میں نے کہا الحمد للہ! یہی ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ وہ حق پر عمل پیرا ہو۔ اس نے کہا کہ ہماری بحث حیات مسیح اور وفات مسیح پر ہوگی۔ میں نے کہا یہ نہ آپ کا موضوع ہے نہ میرا موضوع۔ آپ کا موضوع ہے مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت اور میرا موضوع ہے رحمۃ اللعالمین ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ ان کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہے۔ میں نے کہا موضوع کُلِّ عَلِمَ مَا يُنْحَكُ فِيهِ عَنْ عَوَارِضِهِ الدَّائِبَةِ ہر علم کا موضوع وہ چیز ہوتی ہے جس سے اس علم میں بحث ہوتی ہے ﴿

قادیانی نے کہا کہ اس کا کیا مطلب۔ میں نے کہا کہ علم طب اور ڈاکٹری کا موضوع انسان کا بدن اور جسم ہے کہ زید عمر بکر کو بخار کیسے آیا۔ اس کا علاج کیا ہوگا۔ آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ واقعی غلام احمد قادیانی کے فرشتے کا نام ٹیپی ٹیپی ہے اور اس پر نازل شدہ آسمانی کتاب براہین احمدیہ ہے اور اس نے ملکہ وکٹوریہ کی تعریف میں اتنی کتابیں لکھی ہیں جن سے پچاس الماریاں بھر جاتی ہیں۔ کیا اس کو حیض کا خون بھی آتا تھا۔ واقعی وہ ذیابیطس (شوگر) کا بیمار تھا۔ اس کو گڑ بھی پسند تھا۔ اس کے ایک جیب میں گڑ ہوتا تھا۔ اور دوسری جیب میں ڈھیلے ہوتے تھے۔ جن سے وہ پیشاب خشک کرتا تھا۔ واقعی کبھی کبھی غلطی سے وہ پیشاب خشک

کرنے کے لئے گڑا استعمال کرنے لگتا۔ ہر پانچ منٹ بعد اس کو پیشاب آنے لگتا۔ گڑ سے جب انسان پیشاب خشک کرنے لگے تو اس سے بمشکل پیشاب خشک ہو سکے گا۔ یہ باتیں میں کر رہا تھا کہ دنگ کمانڈر غصہ سے لرزے لگا اور گرجدار آواز میں کہنے لگا کہ ابھی ہم نے بحث شروع بھی نہیں کی آپ ایک مقدس شخصیت پر کچھ اچھا لہجہ رکھیں۔ ایک مقدس نبی کو گالیاں دینے لگے۔ میں نے کہا حاشا وکلا یہ باتیں تو خود اس نے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں اور بے شمار باتیں ہیں۔ اگر ان کو میں بیان کروں تو آپ پھر زیادہ غصہ ہو جائیں گے۔ چلو آپ کی خواہش کے مطابق حیات مسیح اور وفات مسیح پر بحث شروع کر دیں گے۔

اس نے کہا کہ: ”عیسیٰ مر گئے ہیں۔“ میں نے کہا کہ: ”قرآن میں صراحت سے آیا ہے ”وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ“ اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے رسالہ ”التصريح بما تواتر في نزول المسيح“ میں بہت سی احادیث جمع کی ہیں جن سے حیات مسیح علیہ السلام کا ثبوت ہے۔ پھر میں نے کہا بل رفعہ اللہ الیہ سے کیا مراد ہے؟۔ اس نے کہا کہ: ”رفع سے مراد رفع روحانی ہے۔“ میں نے کہا کہ: ”رفع جسمانی ثابت ہے۔ ورنہ رفع روحانی دیگر ارواح کے لئے بھی ہے۔“ تو کہا کہ: ”پھر اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ثابت ہو گیا۔“ میں نے کہا کہ: ”یہ تو غلام احمد نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے دیکھا اس سے بھی مکان ثابت ہوا۔“ پھر میں نے کہا کہ: ”آپ یہ بتائیں کہ یہ بَلُّ رَفَعَهُ اللہ میں کون سا بل ہے۔ بل کی بہت سی اقسام ہیں تو حیران رہ گیا اور مجھے بتایا کہ اب میرے پاس وقت نہیں۔ میں پھر آؤں گا اور بات کریں گے۔ (ڈاکٹر صاحب نے ہنستے ہوئے فرمایا) لیکن آج تک دوبارہ نہیں آیا۔

قادیانیوں کے پاس بہت زیادہ معلومات ہوتی ہیں۔ جب یہ لوگ آپ سے حیات عیسیٰ پر بات کرتے ہیں تو آپ مرزا قادیانی کی من گھڑت باتوں کو سامنے لائیں۔ ان کے ساتھ مرزا قادیانی کی نبوت پر بات کریں۔ (پھر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نے مجھ سے پوچھا کہ اس کے کیا سوالات تھے میں نے تمام باتیں بتا دیں۔ حضرت بہت خوش ہوئے اور دعائیں دینے لگے۔ حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی قبر پر اللہ تعالیٰ کروڑوں انوارات نازل فرمائے انہوں نے قادیانیوں سے مناظرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: ”میں آپ کو سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات سے ثابت کرتا ہوں کہ غلام احمد قادیانی غیبر نہیں ہے۔ سورہ بقرہ میں ہے ”وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ“ اگر غلام احمد غیبر ہوتا اور براہین احمدیہ کی کتاب اس پر خدا کی طرف سے نازل ہوتی جیسا کہ وہ کہتا تھا تو پھر ”وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ“ کے بعد ”وَمَا أُنْزِلَ مِنْ بَعْدِكَ“ بھی ہوتا تو حالانکہ نص قرآنی میں ”قَبْلِكَ“ ہے جس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوئی کہ مرزا غیبر نہیں ہے۔“

چوہدری امان اللہ کی وفات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چک نمبر ۳۳۳ روڈ ویروکی کے امیر چوہدری امان اللہ گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ چوہدری صاحب مہمان نواز اور ملتسار انسان تھے۔ زندگی بھر عقیدہ ختم نبوت سے محبت و تحفظ کیا اور مد مقابل مرزائیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ چوہدری صاحب کے تعاون و کوشش سے مرزا ڈے سے کلمہ طیبہ کو محفوظ کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرحوم کے لواحقین کے غم میں برابر کی شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائیں۔ آمین!

قادیانیوں سے بائیکاٹ کیوں؟

آخری قسط

مولانا غلام رسول دین پوری!

اقوال ائمہ مفسرین

- ۱..... ”قول قتادہ: معناه لا تودوهم ولا تطيعوهم (تفسیر قرطبی ص ۹۲ ج ۹)“ ﴿حضرت قتادہؓ نے فرمایا کہ: اس کا معنی یہ ہے کہ ظالموں سے دوستی نہ کرو، اور ان کا کہنا نہ مانو﴾
- ۲..... ”قول ابن جریر: لا تمیلوا الیہم (حوالہ بالا)“ ﴿ابن جریرؓ نے فرمایا کہ: ظالموں کی طرف کسی طرح کا بھی میلان نہ رکھو!﴾
- ۳..... ”قول ابوالعالیہ: لا ترضوا باعمالہم (تفسیر القازن ص ۵۰۶ ج ۲، تفسیر قرطبی ص ۹۲ ج ۹، التفسیر المظہری ص ۱۲۳ ج ۵)“ ﴿ابوالعالیہؓ فرماتے ہیں: ان کے اعمال و افعال کو پسند نہ کرو۔﴾
- ۴..... ”قول سدی: لا تداہنوا الظلمۃ (تفسیر القازن ص ۵۰۶ ج ۲)“ ﴿سدیؓ کہتے ہیں کہ: ظالموں سے مہارت نہ کرو۔ (یعنی ان کے برے اعمال پر سکوت یا رضامندی کا اظہار مت کرو۔)﴾
- ۵..... ”قول عکرمہ: لا تطيعوہم، وقيل معناه، لا تسكنوا الى الذين ظلموا (القازن ص ۵۰۶ ج ۲)“ ﴿عکرمہؓ نے فرمایا کہ: ظالموں کی نہ اطاعت کرو اور نہ ان کی صحبت میں بیٹھو۔﴾
- ۶..... ”قول بیضاوی: لا تمیلوا الیہم ادنی میل کالتزین بزينہم وتعظیم ذکرہم (المظہری ص ۱۲۳ ج ۵)“ ﴿قاضی بیضاویؓ فرماتے ہیں کہ: شکل و صورت، فیشن اور رہن سہن کے طریقوں میں ان کی طرف ہلکا سا میلان بھی نہ کرو اور تعظیم کے ساتھ ان کا ذکر بھی نہ کرو۔ نیز یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں جب ظالموں کی طرف تھوڑے سے جھکاؤ کی اتنی انتہائی مذمت اور ممانعت ہے پھر مکمل جھکاؤ اور میلان اور پھر خود ظلم کی کتنی شدت کے ساتھ نفی اور ممانعت ہوگی۔ فرماتے ہیں مجھے اس سے زیادہ بلیغ کوئی صورت نظر نہیں آتی، لہذا سختی سے ظالموں کے ساتھ دوستی سے روکا گیا ہے۔﴾
- ۷..... ”قول اوزاعی: ما من شیء ابغض الی اللہ من عالم یزور ظالما (التفسیر المظہری ص ۱۲۳ ج ۵)“ ﴿امام اوزاعیؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس عالم سے زیادہ کوئی شخص مبغوض نہیں جو اپنے دنیوی مفاد کی خاطر کسی ظالم سے ملنے جائے۔﴾
- ۸..... ”عن اوسؓ انه سمع رسول اللہ ﷺ یقول: من مشی مع ظالم لیقویہ وهو یعلم انه ظالم فقد خرج من الاسلام (حوالہ بالا)“ ﴿حضرت اوسؓ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو آدمی کسی ظالم کے ساتھ اس لئے چلتا ہے کہ اس کی مدد کرے اور تقویت پہنچائے اور یہ بھی جانتا ہے کہ وہ ظالم ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔﴾

۹..... علامہ علاء الدین علی بن محمد لکھتے ہیں: ”ففيه وعيد لمن ركن الى الظلمة اور رضى باعمالهم او احبهم (تفسیر القازن ص ۲۵۰۶)“ اس آیت میں اس شخص کے لئے وعید (دھمکی) ہے جو ظالم لوگوں کی طرف ہلکا سا میلان رکھتا ہے یا ان کے اعمال و افعال پر خوش ہوتا ہے یا ان سے محبت رکھتا ہے۔

۱۰..... حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی اسی آیت مبارکہ کے تحت اپنے ”فوائد“ میں لکھتے ہیں: ”جو لوگ ظالم ہیں ان کی طرف تمہارا ذرا سا میلان اور جھکاؤ بھی نہ ہو۔ ان کی موالات، مصاحبت، تعظیم و تکریم، مدح و ثناء، ظاہری تہنہ، اشتراک عمل ہر بات سے حسب مقدور محتر زہو، مبادا آگ کی لپٹ تم کو نہ لگ جائے، پھر نہ خدا کے سوا تم کو کوئی مددگار ملے گا، اور نہ خدا کی طرف سے کوئی مدد پہنچے گی۔“ (تفسیر عثمانی ص ۳۱۰)

خلاصہ بحث

پہلی آیت مبارکہ کے تحت مفسرین کی تفاسیر اور مرزا قادیانی کی عبارات سے یہ معلوم ہوا تھا کہ مرزا قادیانی بہت بڑا دجال و کذاب اور ظالم و کافر ہے اور مرزا قادیانی کو ماننے والے (خواہ اسے مجدد، مبلغ، ملہم، ولی اللہ، مہدی، مسیح مانیں یا اسے نبی کہیں وغیرہ) سب کے سب (لاہوری ہوں یا قادیانی) ظالم و کافر ہیں اور جیسے مرزا قادیانی ذلت کے عذاب اور جہنم کا مستحق بنا ایسے ہی اس کے ماننے والے اور پیروکار بھی جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

دوسری آیت مبارکہ اور اس کے تحت نقل کی جانے والی دس ۱۰ عبارات میں یہ بتا رہی ہیں کہ ان مرزائیوں اور قادیانیوں سے صرف علیحدہ ہی نہیں بلکہ ان سے کھل تعلق ختم کر دو اور ایسا بائیکاٹ کرو!

۱..... ان کی طرف ہلکا سا میلان اور جھکاؤ نہ رکھو۔ ۲..... ان سے دوستی نہ رکھو۔ ۳..... ان کا کہنا نہ مانو۔ ۴..... ان کے اعمال و افعال پسند نہ کرو۔ ۵..... ان کے برے اعمال (جیسے توہین ختم نبوت، توہین انبیاء علیہم السلام، توہین صحابہ و اہل بیتؑ، توہین قرآن و حدیث وغیرہ) پر اٹھارہ خاموشی نہ کرو بلکہ علی الاعلان ان کا کفر الم نشرح کرو۔ ۶..... ان کی صحبت میں نہ بیٹھو۔ ۷..... ان جیسی شکل و صورت، فیشن، رہن سہن کے طور طریقے نہ اپناؤ۔ ۸..... ان کی کوئی تعظیم و تکریم نہ کرو۔ ۹..... زبان پر ان کے لئے تعریفی جملے نہ لاؤ (جس طرح آج کے پیٹ پرست اور خواہشات نفسانیہ کے مریض بولتے چلتے تھے نہیں)۔ ۱۰..... ان کے ساتھ ٹکاح اور کاروبار میں شرکت اور کسی قسم کا معاملہ نہ کرو۔

ورنہ حضور ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہوگی بلکہ دوسری آیت کریمہ کھلے کھلے الفاظ میں ہر ہر فرد مسلم کو جھنجھوڑ کر بتلا رہی ہے کہ صرف ظاہری طور پر نہیں۔ ”ہلکی سی دلی محبت“ (جو بجز اللہ کے کوئی نہیں جانتا) بھی ان ظالموں مرزائیوں، قادیانیوں سے ہوگی تو جہنم کا عذاب لگ کے رہے گا پھر کوئی چھڑا نہ سکے گا۔

حبیہ..... قادیانیوں سے بائیکاٹ یہ صرف دنیوی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا، حضور ﷺ کی شفاعت اور آخرت کی مکمل فوز و فلاح قادیانیوں سے بائیکاٹ پر کھڑی ہے لہذا جو آدمی بھی ان مرزائیوں، قادیانیوں سے کسی قسم کا معاملہ یا دوستی کرنا چاہتا ہے۔ اس سے پہلے ان آیات اور چودہ صدیوں کے مفسرین کے اقوال اور بزرگان دین و علماء شرع متین کے عمل کو پڑھے اور دیکھے پھر اپنا فیصلہ کرے۔ آؤ! ہم سبھی حضور خاتم النبیین ﷺ کی ناموس کی حفاظت کریں اور خلیفہ الرسول، محرم راز نبوت سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کی جماعت کے قلام بنیں۔

جناب مبارک احمد کا قبول اسلام

عبدالقیوم عاصم

ایمانی دولت انسان کی سب سے قیمتی متاع ہے اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے۔ یہ دولت صرف انہی خوش نصیبوں کو بخشی جاتی ہے جن کی نگاہیں روشن اور ضمیر پاکیزہ ہوں۔ انہی خوش نصیبوں میں سے جناب مبارک احمد صاحب ہیں۔ جنہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے اساسی عقیدہ ہونے سے متاثر ہو کر قادیانیت ترک کر کے اسلام قبول کیا۔ موصوف کا تعلق سرگودھا شہر سے ہے۔ پیدائشی قادیانی ہیں۔ قادیانیت والدین سے ورثے میں ملی۔ قادیانی ورثے میں ملنے کی وجہ سے کبھی غور و خوض کا موقع نہ ملا۔ بچپن میں جو کچھ والدین سے سنا اس کو قبول کر لیا۔ سکول اور کالج لائف میں تدریسی کتب اور اساتذہ کرام سے ختم نبوت کے بارے پڑھا اور سنا بھی مگر انتہائی سرسری، کبھی غور نہیں کیا تھا۔ والدہ قادیانی مرہیہ تھیں۔ انہوں نے بھی کبھی یہ بات نہ بتائی کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی اور رسول ہیں۔ میں مرزا قادیانی کو مہدی معبود ہی مانتا تھا۔ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت و رسالت کا ہے۔ بلکہ ظلی طور پر عین محمد رسول اللہ کا ہے۔ علاوہ ازیں مجھے پتا چلا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جتنی مقدس شخصیات ہو گزری ہیں ہر شخصیت کے بارے میں مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ میں ہی ہوں۔ مجھے بہت زیادہ تعجب ہوتا تھا کہ ایک شخصیت ہے اور دعوے بے حساب ہیں۔ ہندوؤں کے لئے کرشن، سکھوں کے لئے جے سنگھ بہادر، عیسائیوں کے لئے عیسیٰ بن مریم، یہودیوں کے لئے موسیٰ، مسلمانوں کے لئے محمد رسول اللہ بن کر اسلام کی تبلیغ کے لئے دوبارہ تشریف آوری کا دعویٰ، مہدی کا دعویٰ، میں حیران تھا۔

ان کے کس دعویٰ کو درست تصور کیا جائے؟ جبکہ مرزا قادیانی کسی دعویٰ پر بھی پورے نہیں اترتے۔ میں نے مرزا قادیانی کے دعویٰ مہدی پر تحقیق شروع کر دی۔ مرزا قادیانی میں کوئی ایک علامت بھی مہدی والی نہ پائی گئی۔ نام، کام اور مقام کے لحاظ سے بھی مرزا قادیانی مہدی ثابت نہ ہو سکے۔ پہلے تو مرزا قادیانی نے مہدی علیہ السلام کے بارے میں کہا ہے کہ مہدی علیہ السلام کے بارے تمام احادیث ضعیف ہیں۔ پھر ان تمام احادیث کی تاویل کی اور بذات خود ان احادیث کا مصداق بننے کی ناکام کوشش کرتے رہے۔ ان ہی کوششوں میں حضرت مہدی علیہ السلام کی شخصیت کا انکار کر کے ایک متروک اور ضعیف حدیث کا سہارا لے کر عیسیٰ ابن مریم کو ہی مہدی قرار دیا اور مہدی علیہ السلام کی الگ شخصیت کا انکار کر دیا اور ساتھ ہی نبوت اور رسالت کا دعویٰ کر دیا۔

سچے مہدی کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ نبوت اور رسالت کے مدعی نہیں ہوں گے۔ ان کا نام محمد ہوگا۔ ان کے والد ماجد کا نام عبد اللہ ہوگا۔ وہ سادات سے ہوں گے۔ مدینہ طیبہ میں ان کی پیدائش ہوگی۔ خانہ کعبہ میں ان کی بیعت ہوگی۔ مسلمانوں کے وہ خلیفہ ہوں گے۔ جبکہ مرزا قادیانی نے مسلمانوں کو کافر قرار دے کر اپنی الگ جماعت بنائی اور اصلی مہدی کو خونی مہدی قرار دے کر انگریزوں کو خوش کرنے کے لئے ایک ایسے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا جو کہ

جہاد کو حرام قرار دیتا ہو اور اصلی مہدی کا انکار کرتا ہو۔ مہدی کی کوئی علامت مرزا قادیانی میں نہیں پائی جاتی۔ قادیانیت تاویلات کا گورکھ دھندا ہے۔ تاویلات قادیانیت کے لئے بطور آکسیجن کے ہیں۔ تاویلات کو اگر ہٹا دیا جائے تو قادیانیت ایک لمحہ بھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ قادیانیت تاویلات کے سہارے زندہ ہے۔

کچھ عرصہ قبل مبارک احمد کو چناب نگر ہمشیرہ کے انٹرویو کے سلسلہ میں جانے کا اتفاق ہوا تو انٹرویو میں پوچھا گیا کہ کیا مرزا قادیانی نبی اور رسول ہیں؟ جواب دیا گیا کہ مہدی ہیں۔ نبی اور رسول نہیں ہیں۔ جس وجہ سے ہمشیرہ انٹرویو میں ناکام ہو گئیں۔ مبارک احمد کہتے ہیں کہ مجھے بڑا تعجب ہوا کہ مرزا قادیانی تو مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے تھے۔ آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو سمجھتے تھے۔ دیوار نبوت کی آخری اینٹ محمد مصطفیٰ ﷺ کو جانتے تھے۔ مدعی نبوت کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے تھے۔ مگر جب تحقیق کی تو پتا چلا کہ مرزا قادیانی نے اپنا پہلا عقیدہ اپنے الہاموں کی وجہ سے بدل لیا تھا اور اپنے پہلے عقیدے کو رسمی عقیدہ کہا اور یہ بھی کہا کہ یہ میری اجتہادی غلطی تھی۔ میری وحی نے مجھے پہلے عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور یہ بھی لکھا کہ بارہ سال مسلسل میری وحی مجھے مسیح موعود اور نبی اللہ بتاتی رہی۔ مگر میں نے اپنا عقیدہ نہ بدلا۔ آخر میری وحی نے بارش کی صورت اختیار کر لی۔ مجھے مجبوراً اپنا پہلا عقیدہ بدلنا پڑا اور عقیدہ بدلنے کا سبب اپنا الہام اور وحی بتایا۔ ورنہ قرآن وحدیث تو پہلے بھی موجود تھا۔ اگر قرآن کی وجہ سے عقیدے میں تبدیلی کرنی ہوتی تو الہام وحی سے پہلے کر لیتے۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ مجدد وقت کا تھا۔ ملہم من اللہ اور مامور من اللہ کا بھی محدث کا بھی تھا اور یہ وحی اور الہام قرآن وحدیث کے خلاف تھے۔

مرزا قادیانی کے وحی والہام رحمانی نہ تھے۔ رحمانی الہام قرآن وحدیث کے خلاف نہیں ہوتے۔ مرزا قادیانی اپنی تحریر سے خود ہی جماعت مؤمنین سے خارج ہو گئے اور اپنے عقیدے میں ترمیم کر کے اپنا عقیدہ بدل لیا۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ: ”میں زمین کی باتیں نہیں کہتا۔ کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں۔ بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔“ (پیغام صلح، خزانہ ج ۲۳ ص ۲۸۵)

اور مزید لکھا کہ اللہ تعالیٰ ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی مجھے خطا پر قائم نہیں رہنے دیتا اور مجھے ہر ایک خطا سے محفوظ رکھتا ہے۔ مگر یہاں اپنی ہی وحی والہام کے خلاف ۱۲ برس تک اپنے پہلے عقیدے پر قائم رہ کر پھر اپنے عقیدے میں تبدیلی کر کے نبوت اور رسالت کا مدعی بن کر دائرہ اسلام سے خارج ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جو میرے بھائی میرے قبول اسلام کا سبب بنے ان کو اجر عظیم عطا فرمائے اور مجھے اپنی رحمت اور فضل سے اسلام پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین!

نوٹ: میں نے قادیانیت کو سوچ سمجھ کر ترک کیا ہے۔ میرا قادیانی جماعت سے کسی قسم کا کوئی بھی ذاتی اختلاف نہ ہے اور نہ تھا۔ میرے قبول اسلام کو ذاتی اختلاف پر گمان نہ کیا جائے۔

آخری گزارش: میری تمام مسلمان دوستوں سے گزارش ہے قادیانی احباب سے محبت سے پیش آئیں اور عقیدہ ختم نبوت کو ان پر محبت سے پیش کریں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کی بات ان کی سمجھ میں آ جائے اور آپ کے لئے ذخیرہ آخرت بن جائے۔

سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر کے شرکاء

مولانا محمد صفدر

اس سال ختم نبوت کورس چناب نگر میں ۲۸ علماء و طلبہ کرام شریک ہوئے۔ مولانا اللہ وسایا، مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی، مولانا محمد الیاس مہسن، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا محمد قاسم رحمانی سمیت کئی ایک اساتذہ کرام نے لیکچر دیئے۔ امتحان میں اول، دوم، سوم اور ایسے ہی تقریری مقابلہ میں اول، دوم، سوم آنے والوں کو شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد المجید لدھیانوی دامت برکاتہم، مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ، مولانا صاحبزادہ ظیل احمد اور مولانا مفتی شہاب الدین پوٹھوٹی کے ہاتھوں انعامات دیئے گئے۔ کورس مولانا صاحبزادہ ظیل احمد کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ کورس میں جن حضرات نے شرکت کی ان کی فہرست مندرجہ ذیل ہے:

اسمائے گرامی شرکاء کورس

1	حبیب اللہ	عامیل خان	ٹانک	16	محمد اسحاق	حاجی غلام رسول	مظفر گڑھ
2	عبدالباسط	عبدالرؤف	خارج شد	17	محمود احمد	قاری عبدالرشید	اوکاڑہ
3	محمد وقاص	منیر احمد اختر	خارج شد	18	محمد مزل	محمد خورشید	قصور
4	حقیق الرحمان	سیف الرحمان	لودھراں	19	صدیق اکبر	حاجی عبدالواحد	خارج شد
5	محمد ظفر اللہ	نواب خان	خارج شد	20	محمد صفدر	غلام حسین مرحوم	سرگودھا
6	محمد علی	احمد علی	چنیوٹ	21	محمد نصیر	عبدالرشید	راولپنڈی
7	سیف الرحمان	حاجی احمد شیر	چنیوٹ	22	شیخ رحمان	شیخ نذر حسین	راولپنڈی
8	عمر فاروق	غلام محمد	چنیوٹ	23	محمد داؤد عادل	علی الرحمان	میانوالی
9	حقیق الرحمان	عبید الرحمان	چنیوٹ	24	ابوبکر علی	عبدالقیوم	میانوالی
10	محمد تسکین	محمد اختر	رحیم یار خان	25	محمود زبیر	زبیر احمد	خانوال
11	عبدالوحید	حاجی محمد اسلم	چنیوٹ	26	حمید اللہ	محمد عامر	خانوال
12	محمد طلحہ	حضور بخش	مظفر گڑھ	27	محمد رضوان	حق دار	ڈی آئی خان
13	محمد یوسف	محمد حیات	چنیوٹ	28	عبدالوحید	محمد حنیف	ڈی آئی خان
14	محمد ساجد	محمد ابراہیم	رحیم یار خان	29	سلیم نواز	اللہ نواز	ڈی آئی خان
15	عبدالرحیم	شیر محمد	چنیوٹ	30	محمد علی	غلام حسن	ڈی آئی خان

31	شیر زمان	خان فراز	ٹانک	57	محمد عمران پھل	عبدالکریم پھل	نوشہرو فیروز
32	فضل حق	محمد آمین	وزیرستان	58	عبدالرحمان رند	عبداللہ رند	نوشہرو فیروز
33	عبدالرحمان	بازگل خان	وزیرستان	59	ثناء اللہ رند	عبداللہ رند	نوشہرو فیروز
34	اللہ داد	محمد یاسین	خانوال	60	فداء الرحمن گجانی	عبدالبارگجانی	نواب شاہ
35	محمد رحمان نقی	محمد نقی خان	مونچہ	61	فتیق الرحمن مدنی	مولانا محمد سعید	نواب شاہ
36	محمد سرفراز	حاتی شیر محمد	چنیوٹ	62	نذیر احمد	لال محمد	نوشہرو فیروز
37	حبیب بادشاہ	خان بادشاہ	نوشہرہ	63	صاحب الدین	محمد صادق پھل	نوشہرو فیروز
38	طارق احمد	نصیر بادشاہ	نوشہرہ	64	عبدالبارگجانی	محمد ثمن پھل	نوشہرو فیروز
39	کامران خان	فضل محمد	نوشہرہ	65	واحد علی	فضل محمد	راولپنڈی
40	حافظ محمد حارث	فضل رازق	نوشہرہ	66	محمد اکرم	محمد اشرف	سرگودھا
41	محمد عزیز	فضل رازق	نوشہرہ	67	محمد عبداللہ	عبدالرشید	خوشاب
42	محمد غلیل اللہ	حاتی خالف	وزیرستان	68	محمد آصف	عبدالغفار	میانوالی
43	عبدالغفار	محمد عبداللہ	خارج شد	69	محمد یاسین خان	عبداللہ خان	کلی مروت
44	شمس الحق	غلام محمد	منظر گڑھ	70	محمد یعقوب	بشیر احمد	ملتان
45	محمد یونس الحسن	ایوب خان	کرک	71	عمر فاروق	محمد یعقوب	راولپنڈی
46	واحد علی ہاشمی	محمد یوسف ہاشمی	چنیوٹ	72	محمد عثمان غنی	محمد یعقوب	راولپنڈی
47	عبداللہ	عبدالغفور	قصور	73	محمد ضیاء اللہ	محمد خان	شیخوپورہ
48	فرید الحق	حبیب الحق	دیر	74	سید نجیب احمد شاہ	سید احمد شاہ	جھنگ
49	محمد شیراز	مسعود شاہ	کوہاٹ	75	محمد عباس	محمد صالح	مردان
50	اکرام اللہ	خان مست	کوہاٹ	76	حافظ محمد بلال	نذیر احمد	شیخوپورہ
51	سید عمر فاروق	سید محمد داؤد شاہ	ہنگو	77	رستم نواز	زیور خان	کرک
52	عبداللہ فیض	فیض محمد	نواب شاہ	78	محمد نقیس	عبدالرشید	شیخوپورہ
53	امجد حسین	زاہد حسین	نواب شاہ	79	احسان اللہ	محمد یاسین	بہاول نگر
54	احتمام الدین	مقبول احمد	فیصل آباد	80	اکرام اللہ	غلام حیدر	بہاول نگر
55	سفیان احمد	مقبول احمد	فیصل آباد	81	ضیاء الحق	محمد علی خان	خارج شد
56	الہداد گجانی	عبدالرزاق	نواب شاہ	82	زین العابدین	عبدالحمین	خارج شد

83	فرہادی	سلیم داد	صوابی	109	جنید اقبال	فیروز خان	خارج شد
84	احمد زب	انور زب	صوابی	110	حامد اقبال	محمد شبن	صوابی
85	محمد آصف	خدا بخش	منظر گڑھ	111	محمد آصف	محمد شریف	قصور
86	محمد عمران	غلام یاسین	منظر گڑھ	112	محمد عمران	محمد اسماعیل	بہاول پور
87	محمد شہزاد	محمد رفیق	منظر گڑھ	113	محمد ساجد رمضان	محمد رمضان	خارج شد
88	محمد اقبال	اللہ بچا	منظر گڑھ	114	عمر فاروق	مولانا بشیر احمد	چنیوٹ
89	محمد بلال الیاس	محمد الیاس	منظر گڑھ	115	محمد عیسیٰ طیب	حافظ طیب	بہاول پور
90	محمد بلال	محمد الیاس	منظر گڑھ	116	حافظ محمد یوسف	محمد عبداللہ	خارج شد
91	ریس ریاض	ریاض احمد	منظر گڑھ	117	حافظ محمد عرفان	محمد اقبال	بہاول پور
92	محمد عنایت اللہ	عبدالحی	منظر گڑھ	118	محمد موسیٰ خان	محمد نذر خان	بہاول پور
93	عبدالماجد	عبداللطیف	منظر گڑھ	119	محمد رفیع الدین	شاہد محمود	بہاول پور
94	سید عبدالرحمن	سید محمد ابوبکر شاہ	بہاول پور	120	محمد زبیر رفیق	حافظ محمد رفیق	بہاول پور
95	محمد اعظم طارق	حاتی غلام رسول	بہاول پور	121	محمد ضیا الرحمان	حافظ حبیب احمد	بہاول پور
96	محمد فرہاد	محمد نصیب	بہاول پور	122	محمد اعجاز	محمد خان	بہاول نگر
97	محمد اسماعیل	عبدالرحمان	بہاول پور	123	سجاد احمد کافانی	عبدالرحمان	مانسہرہ
98	محمد ایوب	محمد نقیس	بہاول پور	124	محمد راشد	محمد اکبر	مانسہرہ
99	محمد ساجد	حاتی شیر احمد	بہاول پور	125	محمد حبیب اللہ	حاتی غلام قادر	رحیم یار خان
100	محمد راشد	محمد اختر	بہاول پور	126	محمد رضوان	محمد ممتاز	وہاڑی
101	سید انعام الحسن	منظر حسین	لودھراں	127	ثناء اللہ	محمد عارف نیاز	منڈی بہاؤ اللہ دین
102	محمد جمیل	نذر حسین	بہاول پور	128	محمد وقاص	ملک تاج دین	فیصل آباد
103	محمد اکبر	اللہ وسایا	لودھراں	129	سمیع اللہ	سوال محمد	بٹگرام
104	محمد عمران	رانانا نظار احمد	لودھراں	130	محمد اسماعیل	طور خان	فیصل آباد
105	محمد وسیم	عبدالغفور	بہاول پور	131	محمد عامر محادیہ	عبدالنور	اوکاڑہ
106	محمد ہاشم	عبداللہ	بہاول پور	132	عمر حیات	موج خان	لاہور
107	محمد نعیم شفیع	محمد ابراہیم	لودھراں	133	عبدالقیوم	محمد سلیم	خارج شد
108	محمد احمد	سعادت علی	راجن پور	134	محمد طارق	حق نواز	خارج شد

135	قمر الزمان	نثار احمد	خارج شد	161	لنیک احمد	محمد گستاہ	ایبٹ آباد
136	اعجاز احمد	مقبول احمد	خارج شد	162	محمد ابو بکر صدیق	حافظ منیر احمد	اوکاڑہ
137	حق نواز	محمد نذیر احمد شکاری	چنیوٹ	163	شاہد نواز	ظہور احمد	اوکاڑہ
138	محمد ابو بکر	قاری عبدالروف	ٹوبہ ٹیک سنگھ	164	محمد عبداللہ	خلیل احمد	بہاول پور
139	محمد رضوان	محمد سلیمان	شیخوپورہ	165	عبدالرحیم	عبداللہ	قلمہ سیف اللہ
140	احمد الدین	سعید احمد	خیر پور میرس	166	زہیر احمد	وزیر احمد	شکار پور
141	ساجد احمد	مہر محمد سہو	نوشہرہ فیروز	167	عبدالروف	محمد حنیف	گھوٹکی
142	محمد حنیف	حافظ محمد قاسم	نوشہرہ فیروز	168	محمد ارشد	گلزار احمد	میرپور خاص
143	محمد بلال	عید محمد	نواب شاہ	169	محمد نوید	بشیر احمد	میرپور خاص
144	کلیم اللہ	محمد حنیف پنچور	نواب شاہ	170	صدام حسین	محمد یاسین	میرپور خاص
145	عبدالفتاح	عبدالستار	نوشہرہ فیروز	171	سید جواد احمد	سید شاہ محمد شاہ	کراچی
146	محمد عارف	احمد الدین	شکار پور	172	محمد عثمان	امتیاز احمد	کراچی
147	مجاہد قلام مصطفیٰ	حاتی صدورو	خیر پور میرس	173	حماد اللہ اعوان	عبدالرشید اعوان	کراچی
148	معظم علی	انفار علی	بینظیر آباد	174	عبدالوہاب	محمد وہاب	سوات
149	ثناء اللہ	محمد صدیق	بینظیر آباد	175	ظفر احمد	عبداللہ خان	نوشکی
150	محمد طاہر	عبداللہ	بینظیر آباد	176	محمد اقبال	محمد یوسف	کوہاٹ
151	اعجاز احمد	اللہ رکھا	نواب شاہ	177	بشیر اللہ	مومن شاہ	صوابی
152	سجاد علی	غلام عباس	نوشہرہ فیروز	178	ذاکر اللہ	نیاز گل	انک
153	حبیب الرحمان	عبدالغفور	فیصل آباد	179	طاہر علی حقانی	کلا دین	صوابی
154	عبدالروف	محمد نواز	بہاول پور	180	ریاض الرحمان	لطیف الرحمان	کراچی
155	امیر حمزہ خان	الطاف حسین	لیہ	181	طاہر محمد	اسرائیل خان	کراچی
156	ارسلان وحید	عبدالوحید	لاہور	182	عثمان غنی	علی الرحمان	کراچی
157	محمد سلمان	شفقت اللہ	نگی مروت	183	محمد افتخار	محمد سلیم	کراچی
158	فضل الرحمان	مولوی ظہور الحق	منظہ گڑھ	184	راہہ حمید آفریدی	حمید اللہ خان	کراچی
159	محمد سلمان	محمد اکرم	گوجرانوالہ	185	محمد اسحاق	رجیم بخش	کراچی
160	ذیشان قمر	محمد قمر	خارج شد	186	عطاء الرحمان	شوکت علی خان	کراچی

187	محمد عابد	محمد علی خان	کراچی	213	شاہ خالد	عبدالوحید شاہ	پشاور
188	رحمت علی	گل زادہ	کراچی	214	محمد سلمان	محمد نصیر الدین	پشاور
189	صدام حسین	شہزاد میر	کراچی	215	محمد سلمان	فضل الرحمان	پشاور
190	محمد اشفاق	مشتاق احمد	کراچی	216	ہارون الرشید	محمد ابراہیم	پشاور
191	دانش منظور	منصور احمد	کراچی	217	مفتی محمد دین	ولایت شاہ	پشاور
192	محمد بلال	خیال زادہ	کراچی	218	انیس الرحمان	شفیق الرحمان	پشاور
193	جیل احمد شاہ	شاہ محمد شاہ	کراچی	219	زین العابدین	محمد زبیر خان	پشاور
194	ریاض محمد	عبدالمناف	سری لنکا	220	توقیر الحسن	عبدالکریم	بہاول پور
195	محمد	محمد حسین	سری لنکا	221	محمد شہزاد	بشیر احمد	خانوال
196	عبداللہ	محمد حسین	سری لنکا	222	عبدالاحد	عبدالکریم	ملتان
197	فتیق اللہ	سراج الدین	شانگلہ	223	محمد فتیق الرحمان	حافظ محمد انوار	بہاول پور
198	محمد شریف	علی خان	لسبیلہ	224	حافظ عثمان	حافظ محمد زاہد	بہاول پور
199	حبیب اللہ	محمد موسیٰ خان	آوران	225	سعید احمد	محمد اسلم	چنیوٹ
200	محمد اجمل خان	مفتی صاحب	کراچی	226	محمد وقاص	مولانا غلام نبی	بہاول پور
201	عبید الرحمان	عبدالرحمان	کراچی	227	محمد ثناء اللہ	مطیع اللہ	بہاول پور
202	سید محمد ظہیر	سید مظفر حسین	کراچی	228	محمد سرفراز	محمد نواز	بہاول پور
203	عبداللہ غازی	بھگو	کراچی	229	محمد عثمان	مولانا محمد یار	بہاول پور
204	محمد طلحہ	شہاب الدین	لاہور	230	محمد طلحہ زبیر	محمد رفیق	بہاول پور
205	محمد اقبال	محمد رفیق	خانوال	231	محمد اشتیاق	غلام قادر	بہاول پور
206	محمد افضل	رحیم بخش	بہاول پور	232	عبدالرشید	عبدالرحمان	بہاول پور
207	محمد شہد اللہ	سرمد علی خان	بنوں	233	عمر فاروق	انعام الہی	چنیوٹ
208	محمد زاہد اقبال	محمد رمضان	سیالکوٹ	234	محمد عبداللہ	محمد عنایت اللہ	کراچی
209	محمد مسیح اللہ	محمد اشرف	خارج شد	235	محمد ظہیر نور دین	نور دین	کراچی
210	محمد غلام فرید	محمد اسلم	سیالکوٹ	236	عبدالرہیب	غلام مصطفیٰ	ٹوبہ ٹیک سنگھ
211	سعید احمد	نذیر حسین	خارج شد	237	محمد وسیم عبداللہ	محمد عبداللہ	چنیوٹ
212	حیدر علی اطراقی	گل رحمن اطراقی	پشاور	238	محمد ساجد نواز	محمد رفیق	دہاڑی

239	محمد ابوبکر	مولانا محمد اسلم	لیہ	264	فیضان رسول	غلام رسول	حافظ آباد
240	محمد اعجاز	حضور بخش	رحیم یار خان	265	زین العابدین	محمد داؤد	قصور
241	محمد فیصل	محمد ادریس	رحیم یار خان	266	جنید احمد	احمد دین	قصور
242	محمد عمر معادیہ	حاتی گامن	رحیم یار خان	267	محمد عادل	محمد رفیق	قصور
243	ظہور احمد	محمد عبداللہ	رحیم یار خان	268	محمد رضوان	محمد اسلم	قصور
244	محمد طفیل	عتایت اللہ	صوابی	269	جنید اشرف	محمد اشرف	چکوال
245	محمد طارق اقبال	قاری محمد اقبال	منظف گڑھ	270	محمد احمد	مفتی احمد	خارج شد
246	صفوان محمد	غلام محمد مین	خیر پور میرس	271	محمد سلیم	یعقوب	کراچی
247	گل محمد	حافظ غلام حسین	شکار پور	272	محمد وزیر احمد	ظہور احمد	دہاڑی
248	منصور اللہ خان	محمد ریکس خان	خارج شد	273	محمد عمر فاروق	محمد نواز	منظف گڑھ
249	نورانی گل	میر شاہ ولی خان	خارج شد	274	محمد عبدالماجد	غلام محمد	ملتان
250	محمد صدیق سجاد	عبدالحمید	خارج شد	275	قیصر علی	جہانزیب	خارج شد
251	محمد عمران	محمد اسماعیل	لاہور	276	محمد اشفاق	محمد نواز	ڈی جی خان
252	عبدالواحد	محمد ایوب	پٹن	277	آصف علی	دوست محمد	چنیوٹ
253	محمد عاصم اسلم	محمد اسلم	ٹوبہ ٹیک سنگھ	278	شاہد عمران	ملک شیر	چنیوٹ
254	عقیل الرحمان	محمد ابراہیم	خارج شد	279	محمد لقمان	نذیر احمد	رحیم یار خان
255	محمد جمشید	حسن خان	اسلام آباد	280	عمر فاروق	عبدالحمید	رحیم یار خان
256	نعمان محمد	غلام محمد	خارج شد	281	اشفاق علی	غلام نبی	خارج شد
257	عبداللہ	الٹی بخش	خارج شد	282	محمد یوسف	محمد اسماعیل	سایوال
258	سمیل احمد	احمد بخش	گھوکی	283	محمد زاہد	عطاء الرحمن	ملتان
259	محمد سلیم	عطاء محمد	بہاول پور	284	محمد نعیم اشرف	محمد اشرف	دہاڑی
260	محمد نعیم	عبدالحمید	لودھراں	285	محمد شعیب	محمد یونس	ٹوبہ ٹیک سنگھ
261	محمد قاسم	محمد اسماعیل	خارج شد	286	محمد شفیع	مولانا	پشاور
262	محمد سمیل	لیاقت علی	قصور	287	شہاب خان	ارشاد خان	پشاور
263	محمد ریاض	محمد مشتاق	قصور				

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ!

ختم نبوت کانفرنس ٹیکسلا

سالانہ ختم نبوت کانفرنس ٹیکسلا مورخہ ۱۹/رجب، ۱۴۰۱ھ بمطابق بروز سوموار دن ایک بجے سے شروع ہو کر رات ۱۰ بجے تک جاری رہی۔ پہلی نشست بعد از نماز ظہر زیر صدارت حضرت مولانا عبدالغفور، تلاوت زینت القراء جناب قاری محمد عمار سے افتتاح ہوا۔ نعت رسول مقبول محمد ادریس آصف نے پیش کی۔ بیانات مولانا محمد طیب قاروقی مبلغ اسلام آباد، مولانا زاہد وسیم مبلغ راولپنڈی، مولانا ثاقب الحسنی امیر عالمی مجلس ضلع انک، مولانا قاضی عبدالرشید ناظم پنجاب وفاق المدارس نے فرمایا۔ دوسری نشست بعد نماز عصر استاذ القراء قاری الہی بخش کی تلاوت کلام سے شروع ہوئی۔ نعتیہ کلام ناصر محمود ناصر میلی، مطیع الرحمان نقیس واہ کینٹ نے پیش کی۔ بیانات مولانا مفتی شہاب الدین پوپلو کی امیر مجلس صوبہ سرحد، مولانا اسامہ رضوان سرگودھا، بزم خواجہ خواجگان کے سینئر مقرر حافظ عبدالعظیم نے خطاب کیا۔ تیسری نشست بعد نماز مغرب زیر صدارت صاحبزادہ نجیب احمد خان شاہ سراجیہ کندیاں نے فرمائی۔ مہمان خصوصی مولانا عزیز الرحمن ہزاروی تھے۔ نعتیہ کلام محمد امین برادران سرگودھا، اطہر ہاشمی سرحدی نے پیش کی۔ بیانات مولانا محمد اکرم طوقانی، مولانا محمد رضوان، مولانا محمد عمر راجن پوری ملتان، مولانا عبدالغفور حیدری نے خطاب فرمایا اور ساتھ ہی جامعہ عربیہ سراج المدارس کے درجہ تحفیظ کے ۵۴ طلباء کرام کی دستار بندی اور درجہ کتب کے بانئیں طلباء کرام کو گرانقدر کتب کا انعام دیا گیا۔ آخر میں مولانا عبدالغفور کی دعائے خیر پر کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا خطیب الرحمن قریشی، مولانا صاحبزادہ محمد زکریا نے سرانجام دیئے اور مولانا مفتی حبیب الرحمن، مفتی رفیع اللہ قریشی، مفتی عبدالہادی، قاری محمد ابراہیم، مفتی نور جمال حقانی نے کانفرنس کے دیگر انتظامات بخوبی سرانجام دیئے۔ اللہ تعالیٰ قبولیت سے نوازے۔ آمین!

عالمی مجلس بنوں کے زیر اہتمام تربیتی پروگراموں کا انعقاد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بنوں کے ضلعی امیر مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی کے زیر سرپرستی تین روزہ شعور ختم نبوت کورس جو کہ مسجد و مدرسہ ختم نبوت بھنبل میں منعقد کیا گیا تھا۔ تین روزہ علمائے کرام نے مختلف موضوعات پر خطاب کئے: ۱..... جن میں قادیانیوں اور مرزائیوں کی موجودہ ملک اور اسلام خلاف سرگرمیوں کا نوٹس۔ ۲..... حیات حبیبی علیہ السلام۔ ۳..... جھوٹے مدعیان نبوت، قادیانیوں، مرزائیوں اور عام کافروں کے مابین فرق۔ قادیانی، مرزائی، مرتد اور زندیق ہیں۔ ان کا کفر بہ نسبت دوسرے کافروں سے زیادہ سخت ہے۔ اس لئے شرعی طور سے ان سے سوشل بائیکاٹ ضروری ہے۔ ۴..... تعارف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور قائدین ختم نبوت کی موضوعات سیر حاصل ایماٹ کئے گئے۔ اس شعور ختم نبوت کورس میں بنوں کے خطباء ائمہ کرام اور دینی مدارس کے طلباء کرام، سکول اور کالج

کے سٹوڈنٹ حضرات نے بھی شرکت کی۔ کورس پڑھانے والوں میں مولانا مفتی شمس الحق حقانی، مولانا قاری امام یوسف، مولانا مفتی شہید نواز، حاجی محمد ایاز، مولانا مفتی حمید اللہ شاہ، مولانا ساجد اللہ، مولانا گوہر علی شاہ، مفتی عرفان اللہ، مولانا حاجی حمید اللہ، مفتی طارق، مولانا محمد اکبر اکبری، مولانا قاری محمد عبداللہ سمیت دیگر بااثر شخصیات نے شرکت کی۔ آخر میں مولانا قاری محمد عبداللہ نے قائدین تحریک ختم نبوت کے اوپر ایک رقت انگیز خطاب کیا۔ پھر کورس میں شریک طلبائے کے لئے خصوصی انعامات کا انتظام بھی کیا گیا تھا جو کہ مولانا مفتی حمید اللہ شاہ کے ہاتھ ان میں تقسیم ہوا۔ اس کورس میں ایک سو افراد شریک ہوئے۔ تربیتی کانفرنس کی اختتامی دعا مولانا قاری محمد عبداللہ نے فرمائی۔

گوجر خان میں ختم نبوت کی سرگرمیاں

گوجر خان کی نواحی بستی بردیانہ کا محرم القسمت ریاض احمد گوہر شاہی، مدعی مہدویت اور محمد عطاء رکھتا تھا۔ گودہ رہائشی یہاں کا تھا مگر اپنی گمراہی و ضلالت کی دوکان سندھ کوٹری میں جا کر کھولی۔ وہیں پر اس کے خلاف توہین رسالت کا کیس دائر ہوا اور سزا ہوئی۔ ملک سے فرار ہوا اور باہر کہیں جل کر مردار ہوا۔ کوٹری لاکر دفنایا گیا۔ اب اس کے پیر و کار گوجر خان کی علاقہ میں اس کی مکروہ دعوت چلانے کے لئے مختلف عنوانات کے تحت پروگرام کرتے ہیں۔ لیکن یہ پروگرام بغیر تشہیر کے ہوا کرتے تھے۔ اس مرتبہ ریاض گوہر شاہی کے والد کے عرس کے عنوان سے پروگرام رکھا اور پہلی مرتبہ اس کی خوب تشہیر کی۔ پوسٹر، فلیکس، بینرز، غرض پوری تحصیل گوجر خان میں اس پروگرام کی تشہیر کی گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ داران تک ان سرگرمیوں کی رپورٹیں پہنچیں۔ فوراً جمعیت علماء اسلام گوجر خان کے امیر مولانا ریاض عثمانی کے ساتھ مل کر تمام شہر کے علماء سے ملاقاتیں کیں۔ درخواست لکھ کر ڈی ایس پی گوجر خان کو پیش کی۔ گوہر شاہی کے عطاء باطلہ کے حوالے ساتھ ملائے۔ ڈی ایس پی صاحب سے گزارش کی کہ قانونی طور پر گوہر شاہی کی جماعت، انجمن سرفروشان اسلام، ایسے پروگرام نہیں کر سکتی کہ علاقہ میں اشتعال انگیزی کا خطرہ ہے۔ ڈی ایس پی صاحب نے ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ ضلع راولپنڈی کے ساتھیوں سے مشاورت ہوئی۔ خصوصاً اسلام آباد کے مبلغ مولانا محمد طیب اور امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی مولانا قاضی مشتاق احمد نے فرمایا کہ اس معاملہ کو اتنا آسان سمجھنا مناسب نہیں۔ چنانچہ حضرت قاضی صاحب نے ڈی پی اور راولپنڈی سے ملاقات کا حکم فرمایا بلکہ خود ہی اس کا انتظام بھی کر دیا۔ چنانچہ اگلے دن ڈی پی اور راولپنڈی سے ملے۔ ڈی پی او صاحب نے کہا کہ ابھی آپ سے پہلے انجمن سرفروشان اسلام کا وفد بھی آیا تھا اور اسی اجتماع کے سلسلہ میں صفائی پیش کر رہا تھا۔ حضرت قاضی مشتاق احمد نے ڈی پی او کے سامنے جب گوہر شاہی کے چند کفریہ عطاء پیش کئے تو ڈی پی او صاحب بھی چکرا کر رہ گئے۔ فوراً متعلقہ تھانے کے ایس ایچ او ساجد گوندل کو فون کیا کہ ان کے تمام بینرز اور پوسٹر اتروائیں۔ اجتماع چار دیواری میں بغیر پیکر کے ہو۔ کوئی رکاوٹ ڈالے تو بیدار رہ کر قتل کیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پولیس نے علاقہ بھر سے تمام بینرز فلیکس وغیرہ اتار دیئے۔ پروگرام کا رنگ نہ جم سکا۔ بلکہ حاضری بھی سابقہ کی نسبت بہت کم ہوئی۔ بدیلوی حضرات کی طرف سے بھی بہت اچھا رد عمل سامنے آیا

مقامی پندرہ بریلوی علماء نے مقامی تھانہ میں درخواست جمع کرائی کہ گوہر شاہی مدعی نبوت و مہدویت تھا۔ گستاخ رسول تھا۔ اس کی جماعت کو کسی قسم کی سرگرمیوں کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔ الحمد للہ! مجلس تحفظ ختم نبوت کی مساعی پر علاقہ بھر میں گوہر شاہی کے خلاف علماء میں ایک بیداری پیدا ہوئی۔ اب مقامی ساتھیوں کے مشورہ سے فقہ گوہر شاہی کے عنوان سے پروگرام رکھنے کی ترغیب ہٹائی گئی ہے۔ اللہ رب العزت دیکھیری فرمائیں۔ آمین!

قادیانیوں کے منہ پر ایک اور طمانچہ

تحصیل ڈسکہ میں اکثریت جاٹ اور مغل برادری کی ہے گلوٹیاں تحصیل ڈسکہ کے نمایاں قصبات میں سے ہے اس کے نواحی گاؤں موضع گھوکل میں قادیانیوں کے گھر دو تین ہی ہیں مگر وہ جاٹ، زمیندار اور اثر و رسوخ کے مالک ہیں۔ آنجہانی عبد المجید قادیانی فوت ہوا تو دولت و رسوخ کے بل بوتے پر عبد المجید قادیانی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ مولانا فقیر اللہ اختر، امیر ضلع حضرت پور شبیر احمد گیلانی کی سرپرستی میں خود موضع گھوکل میں تحصیل کے امیر قاری محمد یامین، گلوٹیاں کے امیر حافظ سجاد احمد خاں اور دیگر احباب سمیت حاضر ہو گئے اور مولانا محمد ایوب ثاقب کی نگرانی میں حالات کا جائزہ لے کر لائحہ عمل طے کیا، پولیس کو درخواست دی گئی۔ ایس ایچ او تھانہ رڑکی لیت و لعل سے کام لیتا رہا۔ ڈی ایس پی رانا محمد زاہد سے شنوائی کی درخواست کی گئی مگر قادیانی اثر و رسوخ وہاں بھی آڑے آیا۔ مولانا فقیر اللہ اختر نے جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مرزائیوں کو وارننگ دی کہ وہ اپنا مردہ ہماری جگہ سے نکال لیں بصورت دیگر ہم خود نکال کر پھینک دیں گے۔ اس پر قادیانیوں نے آنجہانی عبد المجید کی قبر پر مسلح گارڈ تعینات کر دیئے۔ اس پر موضع گھوکل کے قاری محمد ارشد اور ملک عبدالرشید ڈویشل صدر دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تشریف لائے اور جمعیت علماء اسلام کے سرپرست حضرت مولانا مفتی جمیل احمد گجر کے ہمراہ ڈویشل امیر حضرت مولانا محمد اشرف مہدی، مبلغ مولانا محمد عارف شامی اور سید احمد حسین زید سے ملاقات کی اور صورت حال سے آگاہ کیا۔ انہوں نے مرکزی مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر سے مشاورت کی اور ریجنل پولیس آفیسر کو جرنالہ ریجن سے تحریری درخواست لے کر وفد کی صورت میں ملاقات کی۔ آر پی او صاحب نے موقف سننے کے بعد ڈی پی او سیالکوٹ کو احکامات دے دیئے کہ قادیانی مردہ کو فوری قبر سے منتقل کیا جائے۔ ۱۷ جون کو مولانا محمد اشرف مہدی کی قیادت میں وفد نے ایڈیشنل ڈی پی او سیالکوٹ جناب غلام اکبر سے ملاقات کی اور آر پی او صاحب کے احکامات کی روشنی میں اقدامات کا تقاضا کیا۔ انہوں نے مکمل تعاون کا یقین دلاتے ہوئے یقین دہانی کرائی کہ درخواست پر من و عن عمل کیا جائے گا۔ اگلے روز یہی احکامات ڈی ایس پی ڈسکہ اور ایس ایچ او متعلقہ کو بھیج دیئے گئے۔ ۱۸ جون کو پولیس نے آنجہانی عبد المجید کے بیٹوں کو فوری لاش منتقل کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے ۱۹ جون شام تک منتقل کرنے کا وعدہ کیا مگر آنجہانی مرزا غلام قادیانی نے دھوکہ دہی کی جو تعلیمات دی تھیں اس کی ذریت نے بھی یہی کیا۔ قاری محمد یامین، محمد خالد چوہان اور ڈاکٹر محمد اقبال نے ڈی ایس پی اور ایس ایچ او سے ملاقات کر کے حالات کی تکلیفی سے آگاہ کیا۔ ۲۰ جون کا خطبہ جمعہ مرکزی جامع مسجد میں مفتی جمیل احمد گجر نے دیا۔ اس موقع پر اہل سنت والجماعت سیالکوٹ کے راہنما میاں محمد منزل، مولانا قاری محمد شفیق ڈوگر کی سرپرستی میں سینکڑوں کارکنوں کا قافلہ لے

کر شریک ہوئے، نماز جمعہ کی ادا بخشی کے بعد مفتی صاحب کی قیادت میں ہزاروں اہل ایمان نے قبرستان کا گھیراؤ کر لیا اور کدالوں سے آنجمانی عبدالحجید کی قبر اکھیر دی اور اس کا تابوت بنگا کر دیا۔ مردے کی بدبو اور قفن سے لوگ توبہ توبہ کرتے پیچھے ہٹ گئے اور ختم نبوت زندہ باد کے نعروں سے علاقہ گونجنے لگا۔ پولیس نے آنجمانی کے بیٹوں سے کہا کہ اپنی لاش اٹھا لو ورنہ اس کا حشر نشر ہو جائے گا وہ ٹرائی پر ڈال کر وہاں سے لے گئے اور مسلم قبرستان قادیانی کے ناپاک وجود سے پاک ہو گیا۔ اس طرح قادیانیوں کو ایک اور رسوئی کا سامنا کرنا پڑا اور مسلمانوں کی جدوجہد قادیانیوں کے منہ پر طمانچہ ثابت ہوئی۔

مولانا قاضی احسان احمد اندرون سندھ کے دورے پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بدین کے زیر اہتمام ۲۸ مئی بروز بدھ بعد نماز مغرب پریس کلب بدین میں تحفظ ختم نبوت سیمینار منعقد ہوا۔ مختلف مکاتب فکر کے علماء، معزز شخصیات نے شرکت کی۔ ضلع بدین کے مبلغ مولانا مختار احمد نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ تلاوت کلام پاک سے سیمینار کا آغاز ہوا۔ مولانا محمد صفدر صدیقی نے تحفظ ختم نبوت اور تحفظ پاکستان پر بیان کیا۔ آخر میں مولانا قاضی احسان احمد نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر تفصیلی بیان فرمایا۔ سیمینار میں سکول، کالج کے اساتذہ و طلبہ، صحافی حضرات اور عوام الناس کا بھرپور مجمع تھا۔ آخر میں لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ ۲۹ مئی کو بعد نماز فجر بسم اللہ مسجد اتفاق کالونی بدین میں مولانا قاضی احسان احمد نے درس قرآن دیا۔ بعد نماز ظہر شادی لارج میں بیان ہوا۔ بعد نماز عشاء مدینہ مسجد جمہور میں بیان فرمایا۔ ۳۰ مئی کو جامع مسجد فضل بھرو میں بیان کیا۔ نصرت آباد اور گردونواح میں قادیانیت کے حوالے لوگوں سے معلومات حاصل کیں۔

ختم نبوت کورس شور کوٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد اقصیٰ میں ۲۳، ۲۵، ۲۶ جون کو تین روزہ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے حیات اور رفع و نزول مسیح علیہ السلام پر لیکچر دیا اور مولانا غلام حسین نے ختم نبوت اور مرزا قادیانی کے کردار پر بیان فرمایا۔ کورس میں تقریباً ایک سو حضرات نے شرکت کی۔

مرزا ڈھیل کر دیا گیا

خالد کالونی حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ میں مرزا ڈھیلے کی غیر قانونی تعمیر پر اہل علاقہ اور علماء کرام نے احتجاج کیا جس پر ضلعی انتظامیہ نے نوٹس لیتے ہوئے مرزا ڈھیلے کو سیل کر دیا اور موقع پر موجود ایک مرزائی کو گرفتار کرنے کے علاوہ مرزائیوں کو کسی بھی قسم کی غیر آئینی سرگرمی سے باز رہنے کی وارننگ دی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے مبلغ مولانا محمد عارف شامی نے علاقہ کا دورہ کیا اور علماء کرام و اہل علاقہ کو اس غیرت ایمانی کے مظاہرے اور کامیابی پر مبارکباد دی اور ہر ممکن تعاون کی اپیل کی۔ انہوں نے کہا کہ مرزائی آئین پاکستان کی رو سے شعائر اسلام کا استعمال نہیں کر سکتے۔ یہ بات قابل فخر ہے کہ علاقہ کے عوام اس حوالہ سے بیدار ہیں اور انہوں نے قادیانیوں کے ناپاک منصوبہ کو ناکام بنا دیا ہے۔

تحفظ ختم نبوت پر ایک سالہ تخصص

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنے سالانہ اجلاس منعقدہ ۱۹/مارچ ۲۰۱۲ء میں فیصلہ کیا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں فارغ التحصیل علماء کرام کی تیاری کے لئے سہ ماہی سالانہ کلاس جو سوال المکرم، ذیقعدہ، ذی الحجہ میں دفتر مرکزیہ ملتان منعقد ہوتی ہے اس کلاس کا دورانیہ سہ ماہی کی بجائے ایک سال کر دیا جائے۔ ایک سالہ تخصص کی یہ کلاس بجائے ملتان دفتر مرکزیہ کے اس سال سے مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں انعقاد پذیر ہو۔ اس کلاس میں وفاق المدارس کے فارغ التحصیل علماء کرام کو داخلہ دیا جائے۔

موضوعات

مبادیات تفسیر، اصول حدیث، بمع اصطلاحات،
اصول فقہ، تربیت تحریر و تقریر، اجراء، صرف و نحو،
حفظ الاحادیث، مطالعہ قادیانیت، مطالعہ مسیحیت،
مطالعہ جدید فتن، جغرافیہ، فلکیات وغیرہ!

۱۰/شوال المکرم سے ۱۵/شوال تک
داخلہ کے لئے رابطہ فرمائیں اور پھر ۱۸/شوال کو تحریری و تقریری
انٹری ٹیسٹ پاس کر کے مستحق داخلہ ہوں۔

* داخلہ کے خواہشمند قومی شناختی کارڈ اصل بمع ایک عدد فوٹو کاپی اور دو عدد فوٹو
مدرسہ سے ترکیہ کا سرٹیفکیٹ ہمراہ لائیں۔

* داخلہ کے خواہش مند حضرات جید جدا کی اسناد کے حامل ہوں۔ تدریسی تجربہ،
میٹرک، مڈل، کمپیوٹر جاننے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

* اس سال کلاس کے شرکاء کی تعداد تیس ہوگی۔

* تمام شرکاء کو کم از کم دو صد صفحات کا مقالہ لکھنا ضروری ہوگا۔

* تخریج و تحقیق پر خصوصی توجہ دینا ہوگی۔

انشاء اللہ العزیز! شرکاء، نکتہ دان خطیب،

بلند پایہ ادیب، محقق و مناظر کے علاوہ اتحاد

امت کے داعی ثابت ہوں گے۔

شرکاء کلاس کو کاغذ، کاپی، قلم، دیگر ضروریات کے لئے پندرہ صد روپیہ مہمانہ و تحفہ دیا جائے گا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر

برائے رابطہ: مولانا عزیز الرحمن ثانی موبائل نمبر: 0300-4304277، مولانا غلام رسول دین چدی موبائل نمبر: 0300-6733670

مولانا رضوان عزیز موبائل نمبر: 0332-4000744

شائقین علوم نبویہ و تشنگان علوم کے لیے مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں

اعلان داخلہ

اللہ کے فضل و کرم اور اکابرین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و امت مسلمہ کی دعاؤں کے صدقے ادارہ ہذا روز افزوں ترقی کے مراحل طے کرتا جا رہا ہے ظاہری و باطنی خوبیوں سے بھی آراستہ و پیراستہ ہو رہا ہے۔ جس کے تعمیری لحاظ سے دو حصے ہیں اور دونوں جاذب نظر اور دلکش ہیں، ایک حصے میں شعبہ تحفیظ القرآن ہے اور دوسرے حصے میں شعبہ درس نظامی۔

شعبہ تحفیظ القرآن کی 6 کلاسیں ہیں اور شعبہ درس نظامی الحمد للہ درجہ ابتدائیہ سے درجہ مشکوٰۃ تک ہے۔ شعبہ تحفیظ القرآن کا داخلہ 4 شوال المکرم تا 10 شوال المکرم 1435ھ ہوگا اور 10 شوال المکرم سے شعبہ تحفیظ القرآن کی تعلیم کا آغاز ہو جائے گا۔ جبکہ شعبہ درس نظامی کا داخلہ 4 شوال المکرم تا 15 شوال المکرم 1435ھ ہوگا۔ درس نظامی کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم میٹرک تک دی جاتی ہے۔

ادارہ ہذا میں طلباء کے لیے ہر قسم کی سہولت (خور و نوش، علاج و معالجہ، معقول وظیفہ اور رہائش وغیرہ) کا خاطر خواہ انتظام موجود ہے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

رابطہ کے لیے

مولانا عزیز الرحمن ثانی 0300-4304277..... مولانا غلام رسول دین پوری 03006733670

زیر اہتمام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان پاکستان